Oxford university The Educators
Beacon house schools

مخلوط

تعلیم

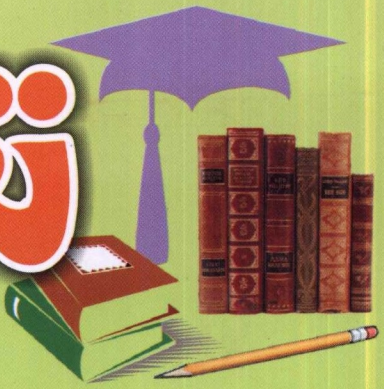

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ
مریم خنساء

مصنفہ
اُمِ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت
0321-4609092
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مخلوطِ تعلیم

اُمِ عبدِ منیب

www.KitaboSunnat.com

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیع الحقوق محفوظۃ

نام کتاب	مخلوط تعلیم
اہتمام	محمد عبد منیب
ناشر	مشربہ علم وحکمت
اشاعت اول	شوال ۱۴۲۹ھ
قیمت	

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دار الشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دار الکتب السلفیہ
(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

سخنِ وضاحت	5
مقدمہ: مخلوط تعلیمی نظام (از مریم خنساء)	7
☆ مخلوط تعلیم کی تعریف	19
مخلوط تعلیم کا تصور	20
مخلوط تعلیم کی ابتدا	21
تجربے کے بعد	23
مخلوط تعلیم کے مغرب میں نتائج	27
☆ پاکستان میں مخلوط تعلیم	33
تعلیم سے مراد	37
☆ مخلوط تعلیم کے شاخسانے	41
منفرد نظر آنے کی کوشش وخواہش	41
ایک دوسرے کی عادات کو اپنانا	42
جھجک کا ختم ہو جانا	44
غیر نصابی سرگرمیاں	45
فرینڈ شپ	45
پڑھی ہوئی یا علم میں آئی ہوئی چیز کا تجربہ	47
لو میرج	48
مزید خرابیاں	49
صلاحیتوں کا ضیاع	50
یک سوئی کا فقدان	50
شریف لڑکیوں کے لیے مشکلات	52
☆ مخلوط تعلیم کے حق میں دلائل	54

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسابقت کا جذبہ	54
ایک دوسرے کو سمجھنا	55
چوری چھپے تعلقات کا باعث	56
مخلوط تعلیم ایک معاشی سہولت	57
خود اعتمادی کا پیدا ہونا	57
☆ تعلیم و تربیت کا فطری اصول	61
ہم صنف اساتذہ ہی بہترین اساتذہ ہیں	64
اسلام میں مخلوط معاشرے سے اجتناب	65
☆ پس چہ باید کرد	70
مخلوط تعلیم اور والدین کی پریشانیاں	71
کیا ان اداروں میں بچوں کو بھیجنا مجبوری ہے؟	73
بائیکاٹ کا حربہ	75
جداگانہ تعلیمی اداروں کا قیام	76
والدین کا ایک مسئلہ بچوں کی مصروفیات	77
والدین کا دوسرا مسئلہ بچوں کی دیر سے شادیاں	79
☆ مرد اور عورت میں فرق	81
علم سیکھنے میں فرق	85
سماعت میں فرق	85
خواتین کے لیے جداگانہ تعلیمی اداروں کا قیام	87
مرد اساتذہ کا طالبات کو پڑھانے کا شرعی طریقہ	89
میڈیکل کالج اور مخلوط تعلیم	90
کتابیات	94

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن وضاحت

اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے فرعون کی بنی اسرائیل کے بچوں کا گلا گھوٹنے کی ظالمانہ مہم پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کاش! فرعون کے پاس ہامان کی بجائے میکالے جیسے مشیر ہوتے اور وہ اس عیاری سے یہ کارنامہ انجام دیتے کہ سانپ بھی مرجاتا اور لاٹھی بھی بچ جاتی۔

کل کا فرعون بیک ورڈ اور دقیانوس تھا جس نے اپنی خدائی اور جبر و استبداد کا نظام قائم رکھنے کے لیے توحید پرست دشمن کے بچوں کو ذبح کرنے کی مہم چلائی۔ دورِ حاضر کے فرعون کس قدر روشن خیال اور دامِ فریب بکھیرنے کے ماہر ہیں جنہوں نے کالج کی چمچماتی چار دیواری کو استعمال کیا اور وہاں سے ایسے چلتے پھرتے مسلمانوں کے لاشے برآمد ہوئے جو اردو میں انگلش بولتے اور انگلش میں اسلام کو سوچتے ہیں۔

کل کے فرعون پر بنی اسرائیل کی افرادی قوت بڑھنے اور ان کے غلبہ پا جانے کا خوف مسلط تھا اور آج کے فرعونوں کی آئندہ مسلمان نسلوں کی بیداری کے خوف نے نیندیں اڑا رکھی ہیں۔

میکالے کے نظامِ تعلیم کے زیر دام آنے سے پہلے مسلمانوں کے ہاں مسندِ دعوت و ارشاد اور تعلیم توحید و سنت کا ایسا نظامِ تدریس تھا جس میں علم برائے عمل اور تعلیم برائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب حاصل کی جاتی تھی۔ان انسان ساز اداروں میں معلم عند اللہ ماجور (اللہ کے ہاں اجر حاصل کر لے) ہونے کی نیت سے اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کرتے لیکن انسانیت کے غم میں ہلکان ہونے کا ڈرامہ رچانے والوں نے بزعم خود جاہلوں کو تعلیم دینے کا ایسا جال بچھایا جس میں نصابِ تعلیم، طریقِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کی تثلیث میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو ایک جگہ بٹھا کر، یکساں تعلیم دے کر انہیں گمراہ، آوارہ مزاج، ژولیدہ فکر، بزدل، ہوس پسند، خودغرض، جنس زدہ اور تعیّش پسند بنانے کا میٹھا زہر شامل کیا گیا۔

مخلوط تعلیم نے مسلمان بچوں سے حیا کی آخری رمق بھی چھین لینے کا گھناؤنا کام کیا۔ یک جنسی معاشرہ اس مادر پدر آزاد معاشرے کی آخری منزل ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں مخلوط تعلیم ہی پر مختلف پہلوؤں سے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس کا خاکہ مریم خنساء کے پیشِ نظر تھا لیکن مہلتِ عمر کے سبب ابھی ایک ہی مختصر مضمون لکھ پائی تھی لہٰذا اس مضمون کو کتاب کا مقدمہ بنا دیا ہے اور اس کے بعد راقمہ نے خاکے میں رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے۔ربِّ کریم ہمیں اسلام کی خالص تعلیمات کی دولت سے نوازے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا۔

(آمین)

اُمِّ عبدِ منیب

رمضان ۱۴۲۹ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیمی نظام

ہر کام یکسوئی اور کامل توجہ کا مرہونِ منت ہوتا ہے، اس کے بغیر نہ صرف یہ کہ کام خاطر خواہ نہیں ہو پاتا، الٹا کام کرنے والے کو بھی فائدے کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

کامل توجہ اور یکسوئی تعلیم کے لیے بہت ضروری ہے۔ طالب علموں کے تعلیمی معیار کی پستی کا ایک بڑا تعلق اس سے بھی ہے کہ انہیں دورانِ تعلیم مکمل یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔

طالب علموں کی توجہ منتشر کرنے والے بہت سے امور ہیں مثلاً گھریلو حالات، مالی پریشانیاں، پڑھائی کی طرف رجحان نہ ہونا، غیر نصابی سرگرمیوں میں ضرورت سے زیادہ دل چسپی لینا وغیرہ۔

تاہم مندرجہ بالا تمام اسباب ایسے ہیں کہ ان سے ہر طالب علم کا واسطہ پڑنا ضروری نہیں، لیکن ان کے برعکس ایک سبب ایسا بھی ہے جس سے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے تمام طلبہ و طالبات کا واسطہ پڑتا ہے اور وہ ہے مخلوط تعلیم۔

مخلوط تعلیم اس وقت تمام تعلیمی اداروں میں مروّج ہے اور طلبہ و طالبات نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ مخلوط تعلیم اپنے دامن میں بہت سے دینی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی نقصان لیے ہوئے ہے۔

اسلام نے مخلوط معاشرے کو نہ عبادات میں پسند کیا ہے نہ ہی معاملات میں اس کی اجازت دی ہے۔ غور کریں تو اسلام کے ہر حکم میں وسیع حکمتیں مضمر ہوتی ہیں، ان میں سے کسی ایک حکم پر عمل کر کے ہم شعوری طور پر تو کوئی ایک فائدہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے غیر محسوس پہلو ایسے ہوتے ہیں جن سے ہم غیر شعوری طور پر مستفید ہو رہے ہوتے ہیں، چنانچہ ان حکموں کی خلاف ورزی کی صورت میں تمام پہلوؤں پر مبنی نقصانات وقوع پذیر ہو کر معاشرے کو کئی لحاظ سے بدتر بنا دیتے ہیں۔

انہی میں سے ایک مخلوط تعلیمی نظام بھی ہے جسے اپنا کر ہم پست تعلیمی معیار کی دلدل میں دن بدن طلبہ کو دھکیلتے جا رہے ہیں۔

مخلوط تعلیم نوجوان نسل کی دو مخالف صنفوں کو دن بھر اکٹھا رہنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق عمر کا یہ دور ہیجانی مدوجزر کے بے شمار طوفانوں میں گھرا ہوتا ہے۔ جوش، ہوش کی حدود پھلانگنے کی سرتوڑ کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ عمر دور اندیشی اور سنجیدگی سے تہی دامن ہوتی ہے۔ سینوں میں ''چند'' فطری جذبوں کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔ ان کیفیات کو منضبط کرنے کے لیے کئی قسم کی اور بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مشہور ماہرِ نفسیات G.Stanley Hall جس نے عنفوانِ شباب پر تحقیق کی ہے، لکھتا ہے:

ایک نوجوان اور نوبالغ کے لیے خود یہ احساس ہی سخت دماغی الجھن کا باعث ہے۔ وہ ان خیالات میں غرق ہوتا ہے کہ وہ کون ہے؟ اس کا صحیح مقام کیا ہے؟ اس کا تبدیلیِ مذہب، مثالیت (Idealism) بغاوت (معاشرے کے مختلف رجحانات کے خلاف اس کی ایک مثال نوجوان کا ''دل'' کے ہاتھوں مجبور ہو کر ''سماج'' کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے کے دعوے کرنا ہے) اور بت شکنی کی طرف میلان ہوتا ہے۔ یہ اندرونی ہلچل اور اضطراب کا زمانہ ہے، اور اسی لیے اسے دورِ فشار و فساد کہتے ہیں۔

جن لوگوں کا نوبالغوں سے واسطہ ہو، ان کے لیے بھی یہ اضطراب اور بے چینی کا زمانہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Adolelscence: Its Prychology and its relation to Phriology , Anthropology , Socialogy , Sex , Crimes , Religion , Education , N.V.Appletion.1994

اس بیان کے مطابق تو اس ہیجان خیز عمر کے اثرات اتنے زور آور ہیں کہ صرف خود ہی نہیں نوجوانوں سے تعلق رکھنے والے افراد بھی اسی اضطراب اور بے چینی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ مخلوط تعلیم میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات ہی نہیں، انہیں پڑھانے والے اساتذہ بھی ان اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

نفسیات کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس دور کے ہیجان کے اکثر پہلو "صنفی کشش" ہی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کی تائید کوف مین Kauf Man کے امریکی illince کے 2،2،3،4 طلبہ کی دل چسپی کے باقاعدگی سے مطالعے سے ہوتی ہے جس کے نتائج میں اس نے سرِ فہرست لکھا:

"بلوغت کے قریب دونوں مرد و زن مخالف جنس میں زیادہ دل چسپی لیتے ہیں۔"

(تعلیمی نفسیات ص:۱)

مندرجہ بالا نتیجے کا تذکرہ کرتے ہوئے تعلیمی نفسیات کے عالمی شہرت یافتہ ماہر عبدالحی لکھتے ہیں:۔ مندرجہ بالا نتائج اگرچہ امریکی طلبہ پر مبنی ہیں لیکن ان کے عمومی ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا ..... مدرسین بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ چاروں نتیجے ہمارے طلبہ کے رجحانات کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔ (تعلیمی نفسیات ۲)

امریکی مفکر اور سوشل سائنسدان جورج گلڈر اپنی کتاب Men and Merriage میں لکھتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم میں لڑکے لڑکیاں جلدی بالغ ہو جاتے ہیں۔ مستزاد یہ کہ بلوغت کے وقت لڑکوں کے جسم میں مردانہ ہارمونز (Testosterone) عام حالات کے مقابلے میں دس سے بیس گنا زیادہ پیدا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ شدید نفسیاتی اور جنسی ہیجان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لڑکیوں میں زنانہ ہارمونز (Progesterone اور Estrogns) کی وجہ سے بلوغت کے دور میں سستی اور ڈپریشن عام ہوتا ہے، ایسے حالات میں اکثریت صنفِ مخالف ہی کے متعلق سوچتی رہتی ہے۔ پھر جورج گلڈر لکھتا ہے۔ If you do not belive this, You are a dreamer. (اگر آپ اس بات کو نہیں مانتے تو آپ خوابوں کی دنیا میں بس رہے ہیں۔) (مخلوط تعلیم کا زہر، بتول جولائی ۲۰۰۵)

Harald.C.Hand نے سات ہزار ہائی سکولوں کے طلبہ کا مطالعہ کیا، اس میں بالغوں کے عام مسائل اور پریشانیوں کے متعلق سوالات کی فہرست (جو مونی کے مسائل فہرست Mooney Problems check List کے نام سے مشہور ہے تیار کی گئی ہے۔) اکثر طلبہ درج ذیل قسم کے مسائل کے متعلق متفکر تھے:

(۱) وزن کی زیادتی (۲) زود رنجی (۳) ذہنی پریشانی (۴) پڑھائی کی پریشانی (۵) مالی پریشانی (۶) سبق جلدی بھول جانا (۷) دل لگا کر مطالعہ نہ کر سکنا (۸) کمرہ جماعت میں بول نہ سکنا (۹) خیالی پلاؤ پکانا (۱۰) امتحان کا خوف (۱۱) جنس الاصل پریشانیاں (۱۲) دوست نہ بنا سکنا۔ (نفسیاتِ تعلیم ص:۱۱۴)

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر مسائل نوجوانوں کے ایک ہی مسئلے کے گرد گھومتے ہیں۔ بے شک ان کے اسباب کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں مگر نوجوانوں کی اکثریت کے رجحان اور افتادِ طبع سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً وزن کی زیادتی کا غم، دراصل وزن زیادہ ہونا صنفِ مخالف کے لیے کشش کھو دینے کا باعث ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مطلوبہ خواہشات اور امیدیں صنفِ مقابل سے پوری نہ ہوں تو احساسِ کمتری یا کسی اور پہلو سے نفسیاتی بیماری زدورنجی وغیرہ کا سبب ہوسکتی ہے۔

ذہنی پریشانی کا ایک سبب ''ہجر فراق'' کا غم بھی ہوسکتا ہے، جب کہ مثل مشہور ہے ''کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا''۔ صنفِ مخالف سے وابستہ توقعات خیالی پلاؤ پکانے کا محرک بنتی ہیں۔ ایک دوسرے پر جان دینے اور ''سماج'' کی بندشیں توڑ دینے کے بلند و بانگ دعوے کیے جاتے ہیں۔ مخالف صنف کو راغب کرنے کے لیے مال کا ضیاع بھی کیا جاتا ہے، لہٰذا مالی پریشانی گھیر لیتی ہے۔

اپنے آپ کو پُرکشش بنانے کے لیے عمدہ شیمپو، خوشبوؤں، کریموں، عمدہ ملبوسات وغیرہ کا استعمال کثیر اخراجات کا طلب گار ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ اگر طالب علموں کے تمام مسائل کی تہہ میں جائیں تو اکثریت کی پریشانیوں کا محور اِلّا ماشاء اللہ مسئلہ نمبر (۱۱) میں ہی نظر آتا ہے۔

صنفِ مخالف کو اپنی طرف راغب کرنا بذاتِ خود بھرپور توجہ مانگتا ہے۔ اپنی آرائش و زیبائش کے لیے سرمایہ اور وقت صرف کرنا، بازاروں کے چکر لگانا، لڑکیوں کا میچنگ اور منفرد رنگوں اور ڈیزائنوں کی تلاش کرنا، روزانہ یونیورسٹی جانے سے قبل کثیر وقت اپنی تیاری میں صرف کرنا، جس طالب علم یا طالبہ کو کمرۂ جماعت میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے بال سیٹ کرنے اور کپڑوں کی شکنیں درست کرنے کا خیال ہی دامن گیر رہے وہ تعلیم کی طرف کس طرح بھرپور توجہ دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جب چاروں طرف فتنہ وفساد کے ایسے بھرپور سامان موجود ہوں تو پھر اپنے فطری جذبات کو کون کنٹرول کرسکتا ہے؟ اِلّا یہ کہ اللہ کی خاص توفیق شاملِ حال ہو۔

سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فیل ہونے والے طلبہ کی اکثریت انہی وجوہات پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہوتی ہے۔ جو اپنے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ پر غیر معمولی توجہ دیتے ہیں۔ اس المیے پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کہ دورِ بلوغت کے مخصوص فطری تقاضوں کو قابو میں رکھنے کی بجائے ہمارا نظامِ تعلیم ہر لحاظ سے انہیں ہیجان بخشتا ہے۔ نصابِ تعلیم ہر ممکن طریقے سے یہ جذبات اُکسا اُکسا کر باہر نکالتا ہے۔ ہمارے نصاب کی رومانوی کہانیوں میں کرداروں کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے گئے ہیں:

''میں تم سے کسی طالب علم کی طرح شدید محبت کرتا ہوں۔''

اس پر مستزاد مخلوط تعلیمی ادارے ہیں اور اگر جیسا کہ سننے میں آیا ہے، حکومتی منصوبے کے مطابق ''خاندانی منصوبہ بندی'' کے عملی طریقے کی تعلیم بھی انہی اداروں میں طلبہ و طالبات کو اکٹھے بٹھا کر دی جانے لگی تو پھر اس قوم کو اس الم ناک صورتِ حال سے کوئی نہیں بچا سکتا، جس کے مطابق یورپ میں سب سے بڑی بدکاری کے مراکز تعلیمی ادارے ہیں۔

انسان بہر حال انسان ہے، پتھر نہیں۔ فطری جذبے ''حُبّ الشھوات'' (خواہشات کی محبت) اور ہیجانات اسے ضرور متاثر کرتے ہیں، نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ موم کے پاس آگ جلا کر یہ توقع کی جائے کہ وہ پگھلے گا نہیں تو اس کی حیثیت دیوانے کے خواب سے زیادہ نہیں۔ اگر موم کے گرد حفاظتی آڑ لگا دی جائے تو بھی تپش کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسُ السَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَ نَافِخِ الْكِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَ نَافِخُ الْكِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً۔

''نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے جیسے مشک فروخت کرنے والا اور بھٹی دھونکنے والا، مشک فروخت کرنے والا یا تو تجھے یونہی کچھ مشک دے دے گا، یا تو اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید ے گا یا کم از کم تو اس کی خوشبو ہی سونگھ لے گا۔ بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلائے گا یا اس کی بدبو (دھواں وغیرہ) تو تجھے سونگھنی ہی پڑے گی"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب استحباب مجالسۃ الصالحین.....)

مخلوط تعلیم میں طلبہ کی توجہ صرف صنفِ مخالف کو اپنی طرف راغب کرنے کی طرف ہی مرکوز نہیں کرواتی بلکہ اس کے اثرات بہت دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ طلبہ کی اکثریت "اندورنی کیفیات" سے "مجبور" ہو کر وقتی تسکین اور لذت، گھٹیا بازاری ناولوں، ڈائجسٹوں اور رومانی شعروں میں تلاش کرتی ہے۔

چنانچہ بلا مبالغہ ۱۰۰ فی صد طلبہ و طالبات، پاکیزہ، خواتین ڈائجسٹ جیسے رسالوں کا مطالعہ کرتے ہیں، ان کی ہیجان انگیز کہانیاں پڑھتے ہوئے سرتاپا کیا کیفیات ان نوجوانوں پر طاری ہوتی ہیں، انہیں بیان کرنا ممکن نہیں البتہ وہ ہر ذی عقل شخص انہیں ضرور جانتا ہے کیونکہ وہ خود نوجوانی کے دور سے گزرا ہے اور اس پر کم و بیش جوانی کے منہ زور طوفان کی وجہ سے یہ کیفیات طاری ہوئی ہیں۔

ناول یا ڈائجسٹ جتنا فحش ہو اتنا اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے اثرات سے نکلنے میں اتنا ہی زیادہ وقت لگتا ہے۔ پڑھتے ہوئے قاری کی حالت ایک سحر زدہ کی سی ہوئی ہے جسے اپنے گرد و پیش کا کچھ احساس نہیں ہوتا۔ ناول ختم کرنے کے بعد بھی کافی دیر تک وہ اس فضا میں کھویا کھویا رہتا ہے۔ جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے اور نگاہیں اپنے اردگرد کے ممکنات (صنفِ مخالف) کی طرف دوڑائی جاتی ہیں۔ نتیجہ کسی صائمہ ارشد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ بھلا ایسے ہیجان خیز ماحول اور محرکات کے ہمراہ تعلیم پر کامل توجہ دینا ممکن ہے؟

یونیورسٹی کے ایک طالب علم کا تذکرہ یہاں بے جا نہ ہوگا جس سے استاد نے تعلیم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل چسپی نہ لینے پر باز پُرس کی تو اس کا جواب تھا ''میرا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا اور جو جی چاہتا ہے وہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔''

یونیورسٹی کی ایک طالبہ نے بتایا کہ میں تعطیلات کے دنوں میں اپنی سند لینے یونیورسٹی گئی۔ ابھی پرنسپل نہیں آئی تھیں۔ میں نے انتظار کے لیے کامن روم کا رخ کیا۔ وہاں تین چار جوڑے گپ شپ میں مصروف تھے وہاں میں نے بیٹھنا مناسب نہ سمجھا، کلاس روم اکثر بند تھے، جو کھلے تھے میں ایک ایک کر کے ان سب میں گئی، ہر کمرے میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔ جب آخری کمرے تک یہی منظر نظر آیا تو افسوس اور دکھ کے مارے میرا سر چکرانے لگا۔ میں نے عافیت اسی میں جانی کہ ان سب کمروں میں سے کسی ایک میں بیٹھنے کی بجائے اس کمرے میں چلی جاؤں جہاں تین چار جوڑے بیٹھے تھے۔ (یاد رہے کہ یہ سب جوڑے ''ملاقات'' کے لیے آئے تھے کیونکہ یہ چھٹیوں کے دن تھے۔)

مخلوط تعلیم کے مضر اثرات یہاں تک سرایت کر چکے ہیں کہ تمام یونیورسٹیوں میں Date کی بدنام اصطلاح مغربی معاشرے ہی کی طرح رائج ہو چکی ہے اور لڑکے لڑکیاں بلا جھجک اپنی Date کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آخر دیکھا گیا ہے کہ سکولوں میں اعلیٰ تعلیمی معیار کے حامل طلبہ و طالبات مخلوط تعلیمی اداروں میں آ کر اپنا معیارِ تعلیم کھو دیتے ہیں جس کی ایک وجہ مذکورہ سبب بھی ہے۔

مخلوط تعلیم کے اثرات بلاتفریق ہر طالب علم پر نقصان دہ ہی مرتب ہوتے ہیں۔ مخلوط تعلیم اور مخلوط ماحول کے حامی طلبہ کی توجہ کا مرکز لامحالہ اپنی ''نفسانی'' خواہشات اور شہوات کی تکمیل ہوتی ہے۔

جب کہ مجبوراً اس نظام کو قبول کرنے والے طلبہ نفسیاتی کشمکش کا شکار رہتے ہیں۔ انہیں بیک وقت اپنی صلاحیتیں دو مختلف محاذوں پر صرف کرنا ہوتی ہیں، اول حصولِ تعلیم کی طرف،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم مخالف ماحول کے خلاف دفاعی اقدامات پُر نتیجہ ہر حال میں یہی ہوتا ہے کہ تعلیم جس کامل یکسوئی کی محتاج ہے وہ طالب علم کو نہیں ملتی۔

اس کی تائید میں ہمارے تعلیمی دانش وروں کے قبلہ و کعبہ برطانیہ کے معروف اخبار (The Times) دی ٹائمز کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''اہم بات تو یہ ہے کہ بہت سے نوجوان ثانوی سکولوں کی سطح پر جداگانہ ماحول کو زیادہ بہتر (Cangenial) پاتے ہیں۔ اس کی وجوہات مختلف ہیں۔ بہت سی لڑکیوں کو احساس ہے کہ اگر کلاس میں لڑکے نہ ہوں تو ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بہت سے لڑکے جنسِ مخالف کے بغیر ویک اینڈ گزارنا پسند کرتے ہیں۔ دراصل مخلوط اداروں کے سربراہوں کی جانب سے جداگانہ اداروں کی کارکردگی گھٹانے کی کوشش کمرۂ جماعت کی حقیقت سے زیادہ ان کے اپنے خوف کی عکاسی کرتی ہے۔

(دی ٹائمز ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء بحوالہ ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۹۵ء)

یاد رہے کہ مخلوط تعلیم کا اسلام میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ یہ لعنت ہمیں مغرب کی تقلید کے نتیجے میں ملی۔ جہاں بظاہر (He اور She) کے امتیازی فرق مٹ چکے ہیں مگر اس کے باوجود یہ سب سے بڑا امتیاز موجود ہے۔ کہ ہر جگہ اور ہر حوالے سے عورت کو جنس ہی کے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔ اس حیوانی معاشرے میں ماں، بہن، بیٹی کے تمام قابلِ تعظیم روپ ایک ایک کر کے جنس ہی کے تصور میں تحلیل ہو چکے ہیں۔ ان رشتوں کے ناموں کے چوکھٹے باقی ہیں مگر تصاویر اپنے نقوش کھو چکی ہیں۔

ہم تو مخلوط تعلیم کو قابلِ قدر ''ورثہ'' بلکہ نعمت سمجھ کر سینے سے لگائے ہوئے ہیں مگر مغرب اس کے مضر نقصانات سے واقف ہو چکا ہے، درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

''برطانوی سکولوں کے سیکنڈری ہیڈ ایسوسی ایشن کے سابق صدر نے تنظیم کی سالانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ برطانوی سکولوں میں لڑکے کلاسوں میں اساتذہ کے لیکچر پر پانچ منٹ سے زیادہ توجہ نہیں دے سکتے۔ جب کہ لڑکیاں لڑکوں کی نسبت زیادہ دیر تک توجہ سے سنتی ہیں۔ اس وجہ سے امتحانات میں طالبات طلبہ کی نسبت زیادہ نمبر حاصل کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض مضامین پڑھانے کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ علیحدہ کلاسیں بنائی جانا ضروری ہیں تاکہ اساتذہ لڑکوں کو ان کی نفسیات کے مطابق پڑھا سکیں۔ اگر برطانوی سکولوں میں کو ایجوکیشن (مخلوط تعلیم) جاری رکھی گئی تو طلبہ طالبات سے پیچھے رہ جائیں گے۔ (روزنامہ پاکستان۔ ۳ مئی ۱۹۹۷)

کم و بیش یہی حال پاکستانی طلبہ و طالبات کا بھی ہے۔ مدرسین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مخلوط تعلیم میں طلبہ واضح طور پر طالبات سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکیوں میں حیا کا فطری جذبہ لڑکوں سے زیادہ ہوتا ہے، وہ لڑکوں کی طرح کھل کر آبرو باختگی کا اظہار نہیں کر سکتیں، وہ ''دعوت'' قبول کر سکتی ہیں لیکن ''دعوت'' دے نہیں سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکیوں کی توجہ پھر بھی تعلیم کی طرف مرکوز رہ سکتی ہے لیکن مخلوط تعلیم اور دیگر محرکات کی موجودگی میں لڑکے ہر وقت صنفِ مخالف کے خیال سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے چنانچہ وہ طالبات سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

دوسری طرف مخلوط تعلیمی اداروں کی طالبات اور جداگانہ تعلیمی اداروں کی طالبات کے تعلیمی معیار میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ اس پر برطانیہ میں مندرجہ ذیل کتب میں بھی تحقیقی مواد شائع ہوا ہے:

1. Falling at fariness:How our schools cheat girls, 1992، Marid D Sadker, Toushston
2. How Schools short change girbs, wellesley

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

callege1992

3. Catholic Schools and the commen good

1994،Hervard

مغربی دانشور خود اس بدترین نظام کے ہاتھوں تنگ آ چکے ہیں۔اس کے خلاف چیخ رہے ہیں۔مشہور برطانوی مورّخ آرنلڈ جے ٹائن بی اپنی آپ بیتی میں مخلوط تعلیمی نظام پر نوحہ کناں ہے۔

''جنسی بیداری اب برطانیہ میں پھیل گئی ہے۔کون کہہ سکتا ہے کہ یہ گمراہ کن غلط تعلیمی نظام اور کتنے مغربی ملکوں پر حملہ آور ہو کر ان کی اخلاقی سطح برباد کرے گا۔ہمارے نوجوانوں کی پرورش کی تمام موجودہ پالیسی ہی انتہائی متناقض ومتضاد ہے۔ہم اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو خود مجبور کرتے ہیں کہ وہ بارہ تیرہ سال کی عمر میں جنسی زندگی سے واقفیت حاصل کر لیں (پاکستان میں ڈش انٹینا، آٹھویں کلاس میں جنسی اور غیر جنسی طریقِ تولید کی تعلیم کی شکل میں پہلے ہی سے سب ہو رہا ہے۔موجودہ حکومت نے اقوامِ متحدہ اور بیجنگ کانفرنس کے اعلامیے کے مطابق چائلڈ پروجیکٹ نافذ کر کے اسے نقطۂ عروج تک پہنچا دیا ہے۔چائلڈ پروجیکٹ کا صوبہ سرحد میں آغاز ہو چکا ہے۔دوسرے صوبوں میں اس منصوبے پر کام جاری ہے۔(مجلّہ الدعوۃ اگست ۱۹۹۷ء)) اس کے ساتھ ساتھ ہمارا تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی پوسٹ گریجویٹ تعلیم تیس سال کی عمر تک پہنچا دیں۔(پاکستانی معاشرے میں بعینہٖ یہی صورتِ حال ہے تعلیم کی تکمیل تک شادیاں بھی ملتوی کر دی جاتی ہیں لہٰذا فطری تقاضوں کی تکمیل کا شرعی راستہ بھی مسدود کر دیا جاتا ہے) یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ باقی سولہ سترہ سال جن پر جنس چھائی ہوتی ہے اپنے ذہنوں کو پوری طرح تعلیم کی طرف راغب رکھ سکیں۔اگر ہم اپنے موجودہ طریقِ کار پر مصر رہے تو ہماری بلند تر اور جدید ترین تعلیمی درس گاہیں جنسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات کے ہوسٹل اور کلبوں سے کچھ ہی بہتر ہوں گی۔ (یہاں پاکستانی یونیورسٹیوں میں پھیل جانے والے ایڈز ''Dates'' کو ذہن میں رکھا جائے) مغربی تہذیب کی جو موجودہ خرابیاں ہیں اس میں جنس کی پیش از وقت پختگی ہماری تہذیب کے دامن پر اخلاقی دھبہ ہے..... مجھے ہم عصر مغربی تہذیب پر غصہ آتا ہے، اس لیے نہیں کہ یہ مغربی تہذیب ہے بلکہ اس لیے کہ اس کی خرابیاں آشکار ہیں۔''

مغرب تو یہ حقیقت جان کر جداگانہ تعلیمی اداروں کے نظام کی طرف رجعت کا سفر کر رہا ہے۔ برطانوی وزیرِ تعلیم جیلیان شیفرڈ نے جداگانہ تعلیمی اداروں کی حمایت کی ہے۔ جرمنی کی وزارتِ تعلیم نے تجرباتی طور پر چند ماہ کے لیے جداگانہ ادارے قائم کر کے تعلیمی معیار کا جائزہ لینے کا ارادہ کیا ہے..... لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ..... جن کے کندھوں پر ''وسط امت'' اور ''خیر امت'' ہونے کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے، جن کے پاس فلاح و بہبود کی طرف راہنمائی کرنے والی اپنی واضح تعلیمات ہیں..... جن کے ذمّے دنیا کی راہنمائی کا کام لگایا گیا ہے..... وہ کب اپنی حقیقت پہچان کر تعلیمی معیار کو پست کرنے والے اور اخلاقی طور پر دیوالیہ کر دینے والے اس مخلوط تعلیمی نظام کی جڑوں پر ضربِ کاری لگائیں گے؟؟؟

مریم خنساء

ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم کی تعریف

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں اس کی مندرجہ ذیل تعریف بیان کی گئی ہے:

''ایک ہی مضمون کی تعلیم، ایک ہی وقت میں، ایک ہی جگہ، ایک طریقے سے، ایک ہی نظام کے تحت۔''

احمد انس اس نظامِ تعلیم کی عملی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جس طرح آج مردوں کے کالج میں مرد اور مرد، اور عورتوں کے کالج میں عورتیں تعلیم حاصل کرتی ہیں، ٹھیک اسی طرح مرد اور عورتیں ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کریں، کسی کی فوقیت اور کسی کی کمتری کا سوال نہ ہو، کامل مساوات کا دور دورہ ہو، استادوں اور منتظمین کی جانب سے کسی کا خصوصی لحاظ نہ ہو، نہ علیحدہ کامن روم ہو، نہ علیحدہ نشست، نہ ساتھ کھیلنے کودنے پر پابندی ہو، اور نہ ہی رہائش کے لیے علیحدہ ہوسٹل ہوں، یہ ہے حقیقی مخلوط تعلیم کا تصور۔ (مخلوط تعلیم۔ص:۱۵)

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں مخلوط تعلیم کی ایک اور تعریف بھی درج ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ دونوں انسان ہیں، اسی لیے ساتھ ساتھ تعلیم تو ضروری ہے لیکن ذہنی وطبعی اختلافات کا تھوڑا بہت لحاظ رکھا جانا چاہیے اور اس لیے مخلوط تعلیم ''مخلوط ضروریات'' کا لحاظ رکھ کر زیادہ تر کلاسوں، کھیلوں اور سوشل زندگی میں ساتھ تعلیم حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ (مخلوط تعلیم ص:۱۵)

مخلوط تعلیم کی یہ تعریف مخلوط تعلیم کو اصلاً غلط مان کر بھی اسے غلط نہ ماننے کی مظہر ہے۔ انسان ہونے کی قدرِ مشترک کے واسطے سے مخلوط تعلیم کا جواز اور اصل تعلیم کے عمل میں کسی نہ کسی حد تک علیحدگی تسلیم کرنا دراصل عمل کی دنیا میں مخلوط تعلیم کی ناکامی کے اعتراف اور اصولی طور پر علیحدہ تعلیم کی بنیاد کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ (مخلوط تعلیم ص:۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم کا تصور:

مخلوط تعلیم کی بنیادیں تاریخی حقائق کی روشنی میں تلاش کرنا چاہیں تو اس کا کھوج یونان کے دانش ور افلاطون کے قائم کردہ نظریات میں ملتا ہے۔ افلاطون عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کا حامی تھا، اس لیے وہ عورتوں کے لیے وہی تعلیم تجویز کرتا ہے جو مردوں کے لیے تجویز کی ہے۔ وہ کہتا ہے:

''مملکت کے نظم ونسق میں مرد یا عورت کے لیے جنسی اعتبار سے کوئی مخصوص خدمت مقرر نہیں ہے۔ قدرت نے مرد اور عورت کو یکساں صفات عطا کی ہیں جو کام مرد کر سکتے ہیں وہ عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔'' (تاریخ تعلیم از اکرام قریشی ص:۴۵)

افلاطون وہ شخص ہے جس نے جمہوریت کا تصور پیش کیا اور جمہوریت کی بنیاد ہی اس مفروضے پر ہے کہ کسی ملک کے عوام میں نہ تو جنسی لحاظ سے کوئی فرق ہے اور نہ ہی طبقاتی لحاظ سے، نہ ہی ذہنی لحاظ سے کوئی فرق ہے اور نہ ہی علمی لحاظ سے اور نہ ہی پیشے کے لحاظ سے کوئی فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت ووٹ کا حق دینے میں ایک بھنگی، جوتا گانٹھنے والے، ایک سائنس دان اور پروفیسر کو ایک ہی سطح پر کھڑا کر دیتی ہے۔

افلاطون کا کہنا یہ ہے کہ مرد اور عورت کے لیے جنسی اعتبار سے کوئی مخصوص خدمت مقرر نہیں ہے۔ یہ دعویٰ تاریخِ انسانی کی سب سے بڑی حقیقت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو نہ کبھی سچ ثابت ہوا، نہ ہی اسے سچ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ عورت بچہ جنتی، اسے دودھ پلاتی اور اس کی پرورش کرتی ہے، جب کہ مرد کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ عورت صنفِ نازک ہونے کی بنا پر مرد کے لیے جنسی تسکین کا ذریعہ ہے جب کہ مرد عورت کے لیے تقویت، تحفظ اور کفالت کا باعث ہے۔

افلاطون کا شاگرد خاص اور منظورِ نظر ارسطو اپنے استاد کے برعکس نظریات کا حامل تھا۔ وہ عورتوں کو سرے سے اعلیٰ تعلیم دلانے کا قائل ہی نہیں تھا، اس کے لیے وہ مردوں کو ہی اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتا تھا۔عورتیں اس کی نظر میں مردوں سے مختلف واقع ہوئی ہیں اور ان کو اعلیٰ تعلیم دینا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے،اس کی نظر میں عورت کا اصل مقام گھر ہے جہاں وہ مرد کی اطاعت کرے گی۔(تاریخ تعلیم از اکرام قریشی ص:۵۰)

یونان کی ریاست سپارٹا میں بھی عورتوں اور مردوں کو مخلوط نہیں کیا جاتا تھا بلکہ عورتوں کے لیے الگ ورزش کے میدان ہوتے تھے۔ جہاں انہیں رینگنا، دوڑنا، نیزہ بازی، گیند سے کھیلنا، گانا اور ناچنا سکھایا جاتا تھا۔عورتوں کی تعلیم کے بارے میں ان کا خیال یہ تھا کہ عورتوں کو ایسی تعلیم دی جائے جس سے وہ اچھی عورتیں بن سکیں،اس کے لیے وہ امورِ خانہ داری کی تعلیم کے حامی تھے چونکہ ان کے خیال میں عورتوں کو صرف گھر کی چار دیواری ہی میں رہنا چاہیے۔(تاریخ تعلیم ص:)

روسو نے بھی اٹھارویں صدی عیسوی میں یہی نظریہ پیش کیا اور کہا.....عورت ہمیشہ عورت ہے اسے صرف بیوی اور ماں بننے کے لیے تعلیم دینا چاہیے،عورت کی تمام تعلیم مرد ہی کے لیے ہونا چاہیے۔(تاریخ تعلیم)

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم کی ابتدا:

دورِ حاضر میں مخلوط تعلیم کی ابتدا امریکہ سے 1774ء میں ہوئی۔انگلستان میں اس کا آغاز 1870ء میں ہوا اور 1902ء میں وہاں مخلوط تعلیم کے لیے قانون پاس کیا گیا۔ فرانس میں 1867ء میں اسے قانونی جواز دیا گیا۔

غرض اس کی ابتدا تو بہت پہلے ہوئی لیکن اسے قبولِ عام حاصل نہ ہو سکا،جس کی سب سے بڑی وجہ لڑکے اور لڑکیوں میں جنسی،طبعی اور طبی فرق تھا۔دوسری وجہ یہ کہ لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ہی جگہ پر ایک ہی انداز سے تعلیم دینے سے جنسی انارکی پھیلنے کے خدشات موجود تھے۔یہی وجہ ہے کہ(Co Education) کو عام ہونے میں کافی عرصہ لگ گیا تھا۔یہاں تک کہ 1950ء کی دہائی میں تحریک آزادیِ نسواں اپنے عروج کو پہنچ گئی جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عورت کو مرد کے برابر حقوق دینے کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں دونوں کو برابر کی سطح پر شامل کرنے کا شور مچایا گیا، لہٰذا مخلوط تعلیم کو بھی اس غوغائے مساوات کا سہارا مل گیا۔

شروع شروع میں شرافت، قدامت اور مذہبی اقدار کے حامل لوگوں نے مخلوط تعلیم کو سخت ناپسند کیا۔ Eneyelo peclia of social swerce کے مقالہ نگار کے بقول شرفاء اور معززین نے اپنے بچے ان سکولوں میں بھیجنے پسند نہ کیے جن میں مخلوط تعلیم رائج تھی۔ یہاں 1930ء کی دہائی میں ۱۹۳۱ سکولوں میں سے صرف ۱۳۴۹ سکول مخلوط تھے۔ (مخلوط تعلیم از احمد انس ص:۲۲)

فرانس میں مخلوط تعلیم کی اجازت صرف اس صورت دی گئی کہ اسکول میں لڑکیوں کی تعداد ۵۰ سے کم ہو اور لڑکوں کی ۱۰۰ سے زیادہ نہ ہو۔ ان میں سے کسی بھی شرط کے پورا نہ ہونے پر علیحدہ سکول کھولنا لازمی تھا۔ ایک ماہر تعلیم میئر (Meuer) اپنی کتاب ''ارتفاع تعلیم فی قرن العشرین'' میں لکھتا ہے:

اکثر لوگ اس جدید نظام تعلیم سے نفرت کرتے تھے جس میں طلبہ و طالبات کے اختلاط کے سبب فسق و فجور پروان چڑھ رہا تھا۔ (مخلوط تعلیم ص:۲۲)

فرانس میں 1867ء میں تعلیم لازمی کی گئی تو یہ قاعدہ بنایا گیا کہ ہر پانچ سو کی آبادی میں لڑکیوں کا ایک علیحدہ سکول لازماً قائم کیا جائے اور یہ کہ 13 سال کی عمر کے بعد لڑکے لڑکیوں کو ایک ساتھ نہ پڑھایا جائے بلکہ انہیں علیحدہ علیحدہ سکولوں میں بھیج دیا جائے۔

جنوبی امریکہ میں غربت کی وجہ سے مخلوط تعلیم رائج کی گئی لیکن جو لوگ چرچ اور کانونٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکتے تھے وہ مخلوط اسکولوں میں اپنے بچوں کو نہیں بھیجتے تھے۔

یہ سب حقائق ثابت کرتے ہیں کہ سنجیدہ، شریف اور سمجھ دار طبقے نے کبھی بھی مخلوط تعلیم کو پسند نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربے کے بعد:

مخلوط تعلیم کو جزوی طور پر یا مکمل طور پر جہاں جہاں بھی اپنایا گیا، تعلیمی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے بدترین نتائج سامنے آئے۔ چنانچہ بہت سے سنجیدہ اور حقیقت پسند حلقوں اور ملکوں نے مخلوط تعلیم کے نظریے کو رد کر دیا۔

انقلابِ روس کے بعد ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۳ء تک مخلوط تعلیم کا تجربہ کیا گیا اور اس کے عملاً خوفناک نتائج دیکھ کر اسے ترک کر دیا گیا۔ (مخلوط تعلیم ص:۲۳)

روس کے ماہرینِ تعلیم کا کہنا یہ تھا کہ مخلوط تعلیم لڑکیوں اور لڑکوں کو جسمانی نشو ونما اور مستقبل کی عملی زندگی کے لیے دونوں جنسوں کی تربیت میں فرق و اختلاف کا لحاظ نہیں رکھتی اور نہ عملی اور فوجی سرگرمیوں میں دونوں کی الگ الگ ضروریات کا اہتمام کر سکتی ہے نیز طالب علموں میں مطلوبہ نظم وضبط کی ضمانت بھی نہیں دیتی۔ (خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۷)

بھارت نے بغیر کسی مذہبی بنیاد کے خالص دینوی نقطۂ نظر سے مروّجہ نظامِ تعلیم (یعنی مخلوط تعلیم) کو خواتین کے حق میں مضر پایا۔ ہندوستان کے یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن نے رادھا کشن کی صدارت میں جو رپورٹ مرتب کی، اس میں کہا:

''عورتوں کی موجودہ تعلیم کا ان کی اصل زندگی سے سرے سے کوئی تعلق نہیں، یہ صرف ضیاعِ کی صورت ہی نہیں بلکہ ضرر رساں بھی ہے اور نااہلیت پیدا کرنے کا باعث بھی۔ عورتوں کی تعلیم کا موجودہ نظام جو درحقیقت مردوں کی ضروریات کے لیے تشکیل دیا گیا، خواتین میں روزمرہ زندگی سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت وقابلیت پیدا نہیں کرتا۔

اب بھارت میں خواتین کی دو علیحدہ یونیورسٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ ایک ایس ڈی، این ڈی، بی، ویمن یونیورسٹی ٹھاکرے جس کے ساتھ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں چار کالجوں کا الحاق کیا گیا اور دوسری پونا یونیورسٹی بمبئی۔ (خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۸)

مخلوط تعلیم کے بارے میں ہندوستان کے صوبے آندھرا پردیش کے وزیرِ تعلیمات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر این این راجو نے اپنی تقریر میں کہا:

''لڑکوں اور لڑکیوں کی ملی جلی تعلیم سے معیارِ تعلیم بلند ہونے کی بجائے نئی نسل کی صحت مند خطوط پر ذہنی نشوونما میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے..... درس گاہوں میں لڑکوں اور لڑکیوں خصوصاً ۱۳ سال سے ۱۷ سال تک کے طلبہ وطالبات کو علیحدہ تعلیم دلانے کی ضرورت ہے۔''

برطانیہ میں مخلوط اور جداگانہ دونوں طرح کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں لیکن امتحان سب کا ایک ہوتا ہے۔ گزشتہ سال کے نتائج کے بعد وہاں کے تعلیمی حلقوں میں یہ بحث ہو رہی ہے اور ٹائمز جیسے اخبار نے اس پر اداریے لکھے ہیں کہ جداگانہ اداروں کی لڑکیوں نے مخلوط اداروں کی لڑکیوں سے بہتر نتائج حاصل کیے ہیں۔

اخبار کو یہ شکایت ہے کہ جداگانہ اداروں کی کامیابی کی حقیقت کو جو مناسب پریس ملنا چاہیے تھا وہ نہیں ملا ہے۔ (دی ٹائمز ۲۲ اگست ۱۹۹۵، ترجمان القرآن ۱۹۹۵)

ٹائمز نے پانچ سو اعلیٰ معیار کے سرکاری اور نجی اداروں کے اے لیول امتحانات کا جائزہ گزشتہ سال بھی لیا تھا اور اس سال بھی۔ لیگ ٹیبل کے مطابق ۵۰ بہترین اسکولوں میں سے بیشتر جداگانہ سکول تھے۔

گزشتہ تین برسوں میں پانچ ہزار سکول معائنوں کی بنیاد پر تیار شدہ غیر مطبوعہ سرکاری رپورٹ کے مطابق لڑکیوں کے جداگانہ اسکول بمقابلہ مخلوط کے بہتر امتحانی نتائج دے رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق لڑکیوں کے اسکول معیار، کارکردگی، ماحول اور تعلیمی کیفیت ہر لحاظ سے بہتر ثابت ہوئے ہیں۔ (بحوالہ سابق)

اسی مسئلے کا ایک دوسرے نقطۂ نظر سے بھی مطالعہ کیا گیا ہے، اس کے مطابق یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ان طالبات کو زیادہ داخلے مل رہے ہیں جو جداگانہ اسکولوں میں پڑھ کر آئی ہیں۔ مثال کے طور پر میڈیسن میں جداگانہ سکول سے آنے والی ۱۹۷۲ کی ۱۰۰ طالبات کی جگہ ۱۹۹۲ میں ۵۷۲ داخل ہوئی ہیں۔ جداگانہ اسکولوں میں داخلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵% سے بڑھ کر ۵۰% ہو گیا ہے۔ آکسفورڈ میں سائنس میں ۱۹۷۲ کی ۱۰۰ طالبات کی جگہ ۳۶۹ طالبات نے داخلہ لیا ہے۔ کیمرج میں بھی ۱۰۰ طالبات کی جگہ جداگانہ اسکولوں کی ۵۰۴ طالبات کو داخلہ ملا ہے تمام یونیورسٹیوں میں آرٹس، سائنس کے کل داخلوں کا جائزہ لیا جائے تو یہی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔

امریکہ میں رومن کیتھولک اسکولوں کی رپورٹ نے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ کوئی خاص پرکشش کامیابی کی بات جداگانہ اسکولوں میں ایسی ہوتی ہے جو مخلوط اسکولوں میں نہیں ہوتی۔ (بحوالہ سابق)

امریکہ میں جارج بش واشنگٹن یونیورسٹی میں ایک مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مخلوط اداروں کی گریجوایٹ طالبات کے مقابلے میں جداگانہ اداروں کی گریجوایٹ طالبات نے امتحانی نتائج، اعلیٰ اداروں میں داخلے، پی ایچ ڈی کے حصول، معاوضوں کے اور کام کے اطمینان کے حوالے سے بہتر مظاہرہ کیا ہے۔ (بحوالہ سابق)

امریکی کیتھولک مطالعے کے مطابق طالبات کے جداگانہ اداروں کے حق میں مضبوط دلائل ہیں اور ان کے قیام سے لڑکوں کے اسکولوں پر بھی خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اگر ہم جداگانہ ادارے ختم کر دیں تو یہ بڑا ستم ہوگا۔ (دی ٹائمز ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ بحوالہ جداگانہ یا تعلیمی ادارے از مسلم سجاد۔ ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۹۵ء)

مشتاق گوہر اپنے مضمون ''مخلوط تعلیم کا زہر'' میں لکھتے ہیں:

''امریکہ کی ریاست واشنگٹن کے شہر ''سی اٹیل'' (Seattle) کے ایک سکول کے پرنسپل بینجمن رائٹ نے اپنے اسکول کے جو پہلے (Co Education) پر مبنی تھا، اسے تبدیل کر کے غیر مخلوط کلاسز اسکول بنا دیا، مسٹر رائٹ نے بتایا کہ پہلے مخلوط تعلیم کے ماحول میں ہم اساتذہ کا زیادہ وقت لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ہونے والے چھیڑ چھاڑ کے مسائل سلجھانے میں لگتا تھا، اب غیر مخلوط ماحول میں ہم فی الحقیقت بچوں کو علم سکھا رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ 2002ء میں واشنگٹن ریاست میں ہونے والے امتحانات میں ہمارے سکول کے لڑکے جو پہلے مخلوط تعلیم کی وجہ سے 10 فی صد نمبر لیتے تھے، اب ان کے سکور 73 فی صد تک پہنچ گئے ہیں اور یہ حیران کن کامیابی ہے۔''

''جمیکا امریکہ کے قریب واقع ایک ملک ہے۔ وہاں غیر مخلوط تعلیم عام ہے۔ وہاں ایک سروے کے مطابق کالجوں میں لڑکیاں حساب اور سائنس میں ان لڑکوں سے زیادہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں جو Co Eductuion کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔ اسی طرح کی تحقیق لاری اور براؤن نے کی جو British Journal of Education Psychology کے 1992ء کے شمارے میں چھپی۔''

''جولائی 2003ء میں آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں تعلیم کے ماہرین کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سنگل سیکس سکولوں کی اہمیت کے حق میں دلائل پیش کئے گئے تھے۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر بروس کوک (جو کہ گولڈ کوسٹ کے ساؤتھ پورٹ سکول کے پرنسپل ہیں) نے اپنا مشاہدہ بتایا کہ غیر مخلوط سکولوں سے پڑھے ہوئے لڑکے مستقبل میں زیادہ اچھے شوہر ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اسکول اور کالج میں لڑکیوں کے ساتھ موجودگی نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے اوپر مردانگی کا مصنوعی خول نہیں چڑھانا پڑتا۔''

''مشہور مغربی مؤرخ سٹیون ملیز (Steven Millies) نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ وہ شرمیلی طبیعت کا انسان تھا اور چونکہ وہ غیر مخلوط اسکول میں گیا اسی لیے اس کی صلاحیتیں نکھر سکیں اور بالآخر اس نے تاریخ میں پی ایچ ڈی کر لی۔''

''کینیڈا کے صوبے مانٹریال کے سب سے بڑے اخبار The mantreal Gazette میں اکتوبر 1999ء میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس کا عنوان تھا Let's separate boys girls in Classes. اس رپورٹ میں صوبہ کیوبک کی تعلیمی نسل پر تحقیق اور حکومت کی سفارش کا ذکر تھا کہ مخلوط تعلیم ختم کی جائے اور دوبارہ اسکولوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسا ہی بنایا جائے جیسے کہ وہ ۱۹۴۰ء کی دہائی تک تھے، جب اسکولوں میں لڑکے لڑکیوں کے داخلے کے دروازے بھی الگ ہوتے تھے، اس تعلیمی کونسل کے سربراہ Cpelire Pierre (سپیلن پیئر) کے الفاظ یہ ہیں ''اس بات کا ثبوت وافر مقدار میں موجود ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں بالکل مختلف انداز میں علم حاصل کرتے ہیں۔''

تعلیم غیر مخلوط ہونی چاہیے ورنہ لڑکے لڑکیاں دونوں پڑھائی میں کمزور ہوتے چلے جائیں گے اور اس کا خمیازہ مستقبل میں کو بیک معاشرے کو بھگتنا پڑے گا۔

(مخلوط تعلیم کا زہر از مشتاق احمد گوہر ماہنامہ بتول جولائی ۲۰۰۳ء)

Busines Week کے 26 مئی 2003ء کے شمارے میں امریکی صحافی خاتون مشال کونن نے اپنے مضمون The new gender gap میں لکھتی ہیں:

''مخلوط تعلیم کی وجہ سے پچھلے ۲۰ سالوں کے مقابلے میں تعلیم کے میدان میں مردوں کی تعلیم اور قابلیت میں دن بدن کمی ہوتی جا رہی ہے۔ مغربی ممالک میں لڑکوں کی کثیر تعداد سکولوں کے بعد کالجوں تک نہیں پہنچ سکی۔'' (مخلوط تعلیم کا زہر مطبوعہ ماہنامہ بتول 2005 جولائی)

نیز وہ لکھتی ہیں:

''مخلوط تعلیم میں لڑکوں کو غیر فطری اور اکثر اوقات زنانہ ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے جس کی وجہ سے کئی لڑکے اس ماحول سے مایوس ہو کر سوسائٹی میں ناجائز طریقوں سے مثلاً جرائم کر کے اپنی مردانگی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں..... ۱۹۷۰ء کے بعد سے امریکہ میں جیسے جیسے مخلوط تعلیم میں اضافہ ہوا ہے، نوجوان لڑکوں کی خودکشی کرنے کی شرح میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ (بحوالہ سابق)

مخلوط تعلیم کے نتائج:

مخلوط تعلیم یا مخلوط معاشرے کے جو نتائج امریکی اور یورپی معاشرے میں سامنے آئے ہیں انہوں نے وہاں کے معاشرے کو جانوروں سے بھی بدتر معاشرے میں تبدیل کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جانور کی جبلّت بھی ہوتی ہے، اسے وہ اپنی مرضی سے تبدیل نہیں کر سکتا، جس خالق نے حیوانی جبلت بنائی ہے اسی نے انسانی جبلت بھی تخلیق کی ہے نیز اس جبلت کو مرتب و منظم کرنے کے لیے کچھ حدود قائم کی ہیں لیکن معاشرے نے ان تمام حدود کو توڑ دیا ہے۔ وہ ایک ایسا پاگل حیوان بن چکا ہے جس کے ہاں نہ ہی کوئی انسانی اصول وتہذیب ہے نہ ہی حیوانی جبلت وسرشت، غور کیجیے مندرجہ ذیل خبریں آخر کس بات کی غماز ہیں۔

(لندن، اے ایف پی) نو سالہ اور چار سالہ اور دس سالہ بچوں نے نو سالہ بچی کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کیا، یہ واقعہ ویسٹ لندن کے علاقے شیلڈیشن کے پرائمری سکول میں پیش آیا۔ زیادتی کا شکار ہونے والی بچی اور ملزمان اسی سکول میں زیر تعلیم۔ (اردو نیوز جدہ ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء)

(واشنگٹن، اے ایف پی) امریکی استانی اپنے چودہ سالہ شاگرد کے دوسرے بچے کی ماں بن گئی۔ مئی ۱۹۹۷ء میں استانی اپنے شاگرد کے پہلے بچے کی ماں بنی تھی چنانچہ اسے اس جرم میں جیل بھیج دیا گیا، اس دوران پیرول پر ایک ماہ کے لیے اسے رہا کیا گیا تو دوسری مرتبہ پھر اپنے شاگرد کے ساتھ گرفتار ہوگئی۔ ملزمہ کے اپنے شوہر سے چار بچے ہیں۔ (اردو، نیوز جدہ)

(سٹیل، ڈی پی اے) پرائمری سکول کی ۳۶ سالہ سابقہ ٹیچر میری کائی لیسٹورینو (جو اپنے تیرہ سالہ شاگرد کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنے کی وجہ سے سات سالہ قید کاٹ رہی ہے) اس نے سٹیل ریڈیو اسٹیشن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس شاگرد سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تیرہ سالہ لڑکا اس کے بیٹے کا دوست تھا اور شاگرد بھی۔

برطانیہ کی ممتاز درس گاہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ۶۷ فی صد طلبہ بغیر شادی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں۔ ۳۴ فی صد طالبات نے تسلیم کیا کہ وہ یہاں آکر کنواری نہیں رہیں۔ ۲۵ فی صد طالبات مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں۔ ۲۱ فی صد طلبہ فحش جرائد و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ۳۴ فی صد طلبہ خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۸ فی صد ہم جنسی کے قائل ہیں۔ ۵۵ فی صد شراب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ (جنگ ۵ مارچ ۱۹۹۰ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اندازے کے مطابق سراکوز یونیورسٹی کی چھ ہزار طالبات میں سے اوسطاً چار ہزار سالانہ حاملہ ہوتی ہیں۔ شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کرنے والی طالبات میں سے بیس سال کی عمر تک کی لڑکیوں میں سے ۱۳ فی صد حاملہ ہوتی ہیں۔ ان میں سے ۸۰ فی صد شادیاں کر لیتی ہیں، ۲۷ فی صد اسقاط کرا لیتی ہیں اور ۶ فی صد ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ہوبرٹ ہرسکوز کا کہنا ہے کہ مخلوط کالجوں میں یا لڑکوں کے کالج سے قریب واقع لڑکیوں کے علیحدہ کالجوں میں سے ۸۰ فی صد لڑکیاں تعلیم ختم ہونے سے پہلے جنسی تجربات کر چکی ہوتی ہیں۔ (مخلوط تعلیم کی تباہ کاریاں کتابچہ)

امریکہ میں ناجائز بچوں کی تعداد 25.30 فی صد ہے اور مالئی کور میں 50% ۔ ان میں سے نصف سے زائد وہ مائیں ہیں جن کی عمریں ۱۵ سے ۱۹ برس کی درمیانی عمر کی ہیں۔

(مغربی معاشرے میں مساواتِ مرد و زن کے ثمرات، پکار ملت۔ بیسویں صدی نمبر، جولائی ۲۰۰۰ء)

امریکہ میں ہر دو منٹ بعد ایک کم عمر ماں حاملہ ہوتی ہے۔ (بحوالہ سابق)

کوئنز کالج کی ایک طالبہ نے اپنی عصمت دری کی سالگرہ منائی اور کہا کہ ترقی یافتہ حلقوں میں باعصمت ہونا ایک حماقت اور قابلِ ملامت بات ہے۔

(خواتین میگزین، جون 2002ء مخلوط تعلیم کا تنقیدی جائزہ از ڈاکٹر عذرا بتول)

مشی گن یونیورسٹی کے طالب علموں کا اپنا اندازہ یہ ہے کہ گریجوایٹ ہونے تک بمشکل 20% اور بعض کے خیال میں 30% لڑکیاں ایسی ہوں گی جنہوں نے جنسی تعلقات قائم نہ کیے ہوں۔ (بحوالہ سابق)

ایک برطانوی سکول میں ایک پاکستانی مسلمان لڑکی کی شلوار کے پائنچے اٹھا کر اس کے ہم جماعت لڑکے نے کہا کہ ارے تمہاری ٹانگیں تو بہت خوبصورت ہیں، تم انہیں چھپا کر کیوں رکھتی ہو اور اسکرٹ کیوں نہیں پہنتی۔" (جداگانہ نظامِ تعلیم ص: ۳۸)

مغرب سے آنے والے انگریزی جرائد کے مطابق اسکول کی ایک استانی کے اسکرٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ایک کم عمر لڑکے نے اٹھا کر باطن کا جائزہ لیا۔ استانی نے لڑکے سے پوچھا، تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ لڑکے نے عام انداز میں جواب دیا بس یوں ہی، میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اندر کیا ہے۔ (بحوالہ سابق)

ایک بالغ لڑکی شب گناہ گزار کر اسکول آئی تو لیڈی ٹیچر کے پوچھنے پر اس نے ساری داستان مزے لے لے کر سنادی۔ اس پر استانی صاحبہ نے کہا۔ بھئی کچھ ہمارا خیال بھی رکھا کرو، ہمارے لیے بھی مواقع پیدا کرو، سارا کچھ تنہا تو نہ سمیٹو۔ (بحوالہ سابق)

ونسٹائن کا اندازہ ہے کہ شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کرنے والی لڑکیوں میں کالج کی طالبات کا تناسب ایسی طالبات کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے جنہوں نے کالج میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ (بحوالہ سابق)

ورجنیا میں ایک چھوٹے سکول کی فارغ التحصیل طالبات کے اپنے بیانات سے پتا چلا کہ ۷۵ سے ۸۰ فی صد تک لڑکیاں جنسی تعلقات قائم کر چکی ہوتی ہیں۔

(مخلوط تعلیم کے نقصانات، از نورالاسلام بحوالہ خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۱)

جج بن لنڈ سے اپنی کتاب Revolt Of Modern Youth میں لکھتا ہے کہ امریکہ میں بچے قبل از وقت بالغ ہونے لگے ہیں۔ اس نے ۳۱۲ لڑکیوں کے حالات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان میں ۲۵۵ ایسی تھیں جو بارہ اور تیرہ برس کی درمیانی عمر میں بالغ ہو چکی تھیں اور ان کے اندر ایسی صنفی خواہشات اور ایسے جسمانی مطالبات کے آثار پائے جاتے تھے جو اٹھارہ سال یا اس سے زیادہ عمر کی لڑکی میں ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر ایڈتھ ہوکر (Edith Hooker) اپنی کتاب Law of sex میں لکھتی ہیں: نہایت مہذب اور دولت مند طبقوں میں بھی یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ سات آٹھ برس کی لڑکیاں اپنے ہم عمر لڑکوں سے عشق و محبت کے تعلقات رکھتی ہیں جن کے ساتھ بسا اوقات مباشرت بھی ہو جاتی ہے۔ بالٹی مور کے ایک ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق ایک سال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر اس شہر میں ایک ہزار سے زیادہ ایسے مقدمات پیش ہوئے جن میں بارہ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کے ساتھ مباشرت کی گئی تھی۔

(مخلوط تعلیم کے نقصانات از نور الاسلام بحوالہ خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۴)

آکسفورڈ یونیورسٹی میں صرف ایک سال میں ساڑھے تین سو لڑکیوں اور عورتوں کو پروفیسروں اور منتظمین نے نشانہ ہوس بنایا۔

(مخلوط تعلیم کے نقصانات از نور الاسلام بحوالہ خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۴)

''لاز آف سیکس'' میں ایڈتھ ہو کر لکھتی ہیں:

امریکہ کے شہر بالٹی مورسٹی میں صرف ایک سال میں بارہ سال سے کم عمر کی ایک ہزار سے زیادہ لڑکیاں عدالتوں میں جنسی مقدمات کے متعلق پیش ہوئیں۔

(اسلامی روایات کا تحفظ از جمیل واسطی ص:۶۰)

یورپ اور روس میں بھی اب چھوٹے لڑکے لڑکیوں کے اسکول علیحدہ سے شروع ہو گئے ہیں۔ میری سٹوپس (سیکس اینڈ دی ینگ) جنس اور طفولیت اور دیگر مصنفین کے مشاہدوں سے واضح ہوتا ہے کہ ۶ اور ۱۰ سال کی عمر میں بھی لڑکیاں جنسی تجربہ رکھتی ہیں۔ (بحوالہ سابق)

اب مغربی معاشرے نے حرامی بچوں اور ناجائز تعلقات کو ایک معمول کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے چنانچہ برطانیہ کی اکنامک اور سوشل ریسرچ کونسل کی طرف سے کروائے گئے ایک سروے سے انکشاف ہوا کہ ۶۰ کے عشرے میں پیدا ہونے والی نسل کے 20% لڑکے لڑکیاں بغیر شادی کے اکٹھے رہتے تھے۔ اس سروے میں پانچ ہزار مردوں سے سوال و جواب کیے گئے۔ ان افراد کا کہنا تھا کہ اگرچہ خاندانی اقدار بہت ضروری ہیں تاہم شادی کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ (روزنامہ پاکستان ۱۵ مارچ ۱۹۹۷ء)

امریکہ میں اب ناجائز بچوں کو غیر قانونی بچے کی بجائے Out of Wedloch کے نرم الفاظ کا نام دیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تیرہ سالہ بچہ Dating نہ کرے تو والدین پریشان ہو جاتے ہیں کہ وہ ایسا کیوں نہیں کر رہا؟

مخلوط معاشرے نے لوگوں کو ایسی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے جن کا اس دنیا میں پہلے کوئی نام و نشان تک نہیں تھا، گندے امراض بڑھتے جا رہے ہیں، ایڈز وغیرہ موت کا بم بن کر چھائے ہوئے ہیں۔ اس کا حل کنڈوم میں تلاش کیا گیا ہے جو علاج نہیں بلکہ مزید بیمار ذہنیت کا بیماری سے بھرے مہلک جراثیم کا تھیلا ہے۔

ہیلری کلنٹن مارچ ۱۹۹۵ء میں پاکستان کے دورے پر آئیں تو اسلام آباد کالج فار گرلز میں انہیں مدعو کیا گیا۔ ان سے فورتھ ائیر کی طالبہ نائلہ خالد نے پوچھا ''امریکی طالبات کا بنیادی مسئلہ کیا ہے، تو انہوں نے جواب دیا'' ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں بغیر شادی کے طالبات اور لڑکیاں حاملہ ہو جاتی ہیں۔'' ایک دوسری طالبہ نے اس مسئلے کا حل پوچھا تو انہوں نے کہا'' نوجوان لڑکے لڑکیاں خواہ عیسائی ہوں خواہ مسلمان! انہیں اپنے مذہب اور اقدار سے بغاوت نہیں کرنا چاہیے۔ مذہبی و سماجی روایات کے مطابق شادی کے بندھن میں بندھنا چاہیے۔ (روزنامہ جنگ، ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں مخلوط تعلیم

دراصل انسانی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ چڑھتے سورج کا پجاری ہوتا ہے۔ جب مسلمان ساری دنیا پر برتر قوم کی حیثیت سے چھائے ہوئے تھے وہ اپنی اقدار و روایات پر فخر محسوس کرتے تھے۔ اسلام نے انہیں ستر و حجاب کی حدود کے ساتھ جو نظام وریعت کیا تھا وہ اپنی تمام برکات و ثمرات کے ساتھ مسلمان معاشرے میں جاری و ساری تھا۔

لیکن بیسوی صدی میں جب انگریز برتر اور فاتح قوم کی حیثیت سے صفحۂ تاریخ پر نمودار ہوا اور اس نے اپنے جبر و استبداد کے بل بوتے پر مسلمان ممالک پر قبضہ کر لیا تو اس نے مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کو بھی یکسر بدل کر رکھ دیا، اس نے ایک ایسا اجنبی اور نامانوس نظامِ تعلیم مسلمان ممالک میں متعارف کرایا جس کے تصور سے مسلم اُمّہ واقف ہی نہیں تھی۔ انگریز کا اس نظامِ تعلیم کو نافذ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان قوم کے بچے اسے پڑھ کر نہ ہی مسلمان رہیں اور نہ کچھ اور۔

جب انگریز سرکار نے اپنا پسندیدہ نظامِ تعلیم نافذ کیا تو عورت کو گھر سے یہ کہہ کر نکالا گیا کہ اس کا بھی حق ہے کہ وہ علم حاصل کرے حالانکہ مسلمان عورت کے تحصیلِ علم کے حق سے مسلمان عورت کے والدین، رشتہ دار، مذہبی اور وطنی بھائی بند انگریز کی اس عیارانہ ہمدردی کی نسبت سے زیادہ واقف تھے۔ وہ عورت کو تعلیم دلانے میں اس قدر حساس، فکرمند اور مستعد تھے کہ علم و تعلم میں جہاں بھی مردوں کا ذکر آتا ہے وہاں عورتیں بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں جہاں مردوں کے علمی کمالات کا تذکرہ ہے وہاں مسلمان خواتین کی تعداد الحمدللہ اتنی زیادہ ہے کہ اس کا احاطہ کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل ہے۔

بہر حال اس فریبی اور عیّار ہمدرد نے شور مچایا، بحث کا دروازہ کھولا، ترغیب دلائی اور خواتین کے ابتدائی سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک تمام دروازے اسی طرح کھول دیئے گئے جس طرح انہیں لڑکوں کے لیے کھولا گیا۔ تعلیمی نظام میں ابتدائی اسکولوں اور ماسٹرز ڈگری وغیرہ کی سطح تک کے اداروں کو خاص طور پر مخلوط قرار دیا گیا۔ لڑکیوں کو لڑکوں کے برابر بٹھا کر، ایک جیسے ماحول میں ایک جیسا نصاب پڑھایا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عورت سے نسوانیت کا تقدس چھن گیا اور مرد سے مردانگی کا جوہر، دونوں ہی نہ ''ہی اوں'' میں رہے نہ ''شی اوں'' میں۔

طرفہ تماشا یہ کہ نظامِ تعلیم کو یورپ سے من وعن برآمد کیا گیا۔ جو لڑکا میٹرک تک بڑا مہذب، محنتی، شریف، حیادار اور ذہین تھا، کالج اور یونیورسٹی پہنچتے ہی پورا ''کالجیا'' (College boy) بن گیا۔ فرسٹ ایئر والوں کو فول بنانا، استادوں کو آنکھیں دکھانا، مسلسل غیر حاضریاں کرنا، پارکوں اور کلبوں میں گھومنا، بننے سنورنے میں لگے رہنا، لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا، دینی اقدار سے بغاوت، والدین کی بات ماننے سے انکار اس کی فطرتِ ثانیہ بن گیا۔

پاکستان بننے کے بعد یہاں کے سیاسی اور دانش وری کے زعم میں مبتلا بزرجمہروں نے آقائے فرنگ کی بات اور ہر حکم کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ ایف سی کالج لاہور میں منعقدہ ۱۹ اگست ۱۹۵۳ء کی ورکشاپ میں سٹوکرسٹی نے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا: اگر ہم مسلمان دنیا میں عیسائی لیڈرشپ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا تعلیمی نظامِ عدل (برابری کی سطح پر) سے شروع کرنا ہوگا نیز مخلوط تعلیم کو رواج دینا ہوگا۔ (گورنمنٹ ایف سی کالج نرغۂ صلیبیت میں از ارشاد احمد خاں مطبوعہ مجلّہ الدعوۃ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

الغرض اہلِ صلیب کے مقاصد کے حصول میں پاکستانی دانش وروں نے پوری پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد کرنے کا ٹھان لیا۔صرف یہی نہیں پاکستان میں جنسی انارکی پھیلانے اور نئی نسل کو اسلام سے باغی بنانے کے لیے ہر حربہ آزمایا گیا۔جس میں N.G.O'S نے خصوصی دل چسپی لی۔آہستہ آہستہ مخلوط تعلیم کا زہر پھیل گیا اور اب اکثر تعلیمی ادارے مخلوط بنیادوں پر چل رہے ہیں۔

ڈاکٹر اُمِّ کلثوم اس صورت حال پر تاسف کے ساتھ اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

جنڈر فری معاشرے کے قیام کے لیے ہمہ جہتی قدام کیے جارہے ہیں۔پہلے قدم کے طور پر مخلوط تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔پہلے جو ادارے صرف لڑکوں/مردوں کے لیے مخصوص تھے حقوقِ نسواں کے نام پر ان میں بھی لڑکیوں کے داخلوں کا راستہ کھولا جارہا ہے۔حکومت پاکستان کے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے جو اشتہار جاری ہوا،اس میں یہ بات نمایاں تھی کہ حکومتی فنڈز کے اجرا میں ان تعلیمی اداروں کو ترجیح دی جائے گی جو مخلوط ہوں گے۔سکول قائم کرنے والے افراد کو بھی بزنس کے نام پر مخلوط تعلیمی ادارے قائم کرنے پر ابھارا جارہا ہے۔ایک جانب تو مخلوط ماحول کو فیشن بنایا جارہا ہے،دوسری جانب ادارے قائم کرنے والے افراد کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ اب مخلوط اداروں کی ڈیمانڈ زیادہ ہے،انگریزی ذریعہ تعلیم اور مخلوط ماحول ''کاروبار'' کی کامیابی کی لازمی شرائط ہیں.....!''

''جو تعلیمی ادارے کسی وجہ سے لڑکوں یا لڑکیوں کے لیے مخصوص رہ گئے ہیں ان میں اختلاط کو فروغ دینے کے لیے منظم کوششیں جاری ہیں۔کبھی میوزیکل گروپس،کبھی مباحثوں کے شرکاء اور ججز،مہمانِ خصوصی،مینا بازاروں کے مہمان اس طرح بلائے جاتے ہیں کہ ماحول میں اختلاط کا رنگ دیا جاسکے۔بے باکی،شوخی،ناز و انداز نمایاں ہوں۔''(غیر سرکاری تنظیمیں، ارتقاء اور منصوبے مطبوعہ پکار ملت جولائی ۲۰۰۰ء بیسویں صدی نمبر)

اقوامِ متحدہ نے خواتین کے نام پر جو ایجنڈا اقوامِ عالم کو دیا ہے اسے.....

Convention of Elimination of all forms of Discrimination

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

agsinst women .(C-E-D-A-W)

کا نام دیا گیا ہے۔خواتین کو امتیازی سلوک سے بچانے کے لیے جو تدابیر اہلِ جہاں کو بتائی جا رہی ہیں ان کی بنیاد اختلاط پر ہے شق نمبر ۱۰ میں خواتین کی پس ماندگی دور کرنے کے لیے دیگر سفارشات کے علاوہ اس سفارش پر زور دیا ہے کہ ''مخلوط تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے۔''

اقوامِ متحدہ کے کئی ذیلی ادارے اس کنونشن کی سفارشات پر عملدرآمد کے معاملات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ جو اہم اہداف دیے گئے ہیں ان میں مخلوط تعلیم بھی شامل ہے۔ مسلم ممالک میں زیادہ تر مخلوط تعلیم کو رواج دیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں تعلیم کو پرائیوٹ شعبہ میں دیا جا رہا ہے۔ لہٰذا مارکیٹ بڑھانے کے لیے مسابقت جاری ہے۔ اس کے تحت ہر سطح پر مخلوط تعلیم کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس طرزِ عمل کی پشت پر ایک جانب عالمی ادارے کے حکام ہیں، دوسری جانب ذہنی مرعوبیت کی شکار قوم کا طرزِ عمل۔

(پاکستان میں مخلوط تعلیم کا رجحان از ڈاکٹر ام کلثوم، مطبوعہ پکار اپریل ۲۰۰۳ء)

صوبہ سندھ میں شرح خواندگی کے حل کے لیے یہ تجویز کیا گیا کہ تمام سکولوں میں مخلوط تعلیم کو رواج دیا جائے کیونکہ فوری طور پر خواتین کے ادارے قائم کرنا ممکن نہیں۔ حکومت سندھ نے ایک حکمنامہ میں تعلیمی اداروں کو ہدایت کی ہے کہ خواتین کے لیے مخصوص اداروں کو تو خواتین ہی کے لیے رہنے دیا جائے لیکن لڑکوں کے اداروں میں لڑکیوں کو داخلہ دینا شروع کیا جائے۔ ایک اور دستاویز میں تمام صوبوں کو کہا گیا ہے ''جہاں بھی تہذیبی اعتبار سے ممکن اور قابلِ قبول ہو وہاں مخلوط تعلیم کو رواج دیا جائے۔''

(Co Eduction Should be encouraged Where Culturally Acceptable.)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم سے مراد

یہ جاننے سے پہلے کہ مخلوط تعلیم اپنے دامن میں فرد اور معاشرے کے لیے کس قسم کے مہلک جراثیم لے کر وارد ہوئی ہے، آیئے دیکھیں کہ تعلیم سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا مقصد کیا ہے؟

تعلیم کا مطلب ہے ''آگاہی حاصل کرنا''، شعور اور معلومات حاصل کرنا۔ اس کا مادہ علم ہے جس کا مطلب جاننا، سیکھنا اور معلومات رکھنا ہے۔

ارسطو کے خیال میں تعلیم بچے کی مکمل جسمانی اور اخلاقی نشو ونما کا عمل ہے۔

(اساساتِ تعلیم)

بارکر (Borker) کے نزدیک تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے، اس کا مقصد فرد کی معاشرے میں مناسب جگہ متعین ومخصوص کرنا ہے۔

(John Store Mill) جان سٹورٹ مل کہتا ہے تعلیم صرف ان باتوں کا ہی احاطہ نہیں کرتی جو ہم وضعِ مقصد کی خاطر اپنے لیے کرتے ہیں یا دوسرے ہمارے لیے کرتے ہیں، اپنے وسیع تر مفہوم میں اس کی حدود بہت زیادہ ہیں، انسانی کردار اور صلاحیت پر پڑنے والے ان چیزوں کے بالواسطہ اثرات بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہیں جن کے فوری مقاصد بالکل ہی دوسرے ہوتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں: تعلیم وہ مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے سے نئی نسلوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشو ونما بھی ہوتی ہے اور وہ اپنے عقائد وتصورات اور تہذیب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقافت کی اقدار بھی اس سے اخذ کرتا ہے۔

احمد انس لکھتے ہیں: تعلیم فرد کی اس طرح تربیت کا نام ہے کہ اس کی تمام تر ذہنی، روحانی اور جسمانی صلاحیتیں نشوونما پا کر اپنی بہترین شکل میں ظہور کر سکیں۔ صلاحیتوں کی یہ نشوونما اس طرح ہو کہ فرد معاشرہ کی تہذیبی اقدار کا مظہر اور نمونہ بنے اور معاشرے میں وہ مقام حاصل کر سکے جو اس کا حق ہے۔ (مخلوط تعلیم ص:۱۲)

دورِ قدیم سے لے کر عہدِ حاضر تک کے تمام ماہرینِ تعلیم اور مفکرین تعلیم تعلیم کی غرض و غایت یا مفہوم پیش کرنے پر غور کریں تو سب میں ایک بات مشترک نظر آئے گی، وہ یہ کہ تعلیم انسان کو تہذیبی اقدار سکھانے کا ذریعہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تہذیبی اقدار ہر معاشرے میں اپنی اپنی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب اور ہر ملک اپنی اپنی تہذیبی اقدار و روایات کے تناظر اور نئی نسل کو ان کا حامل بنانے والا نصابِ تعلیم اور طریقِ تعلیم اختیار کرتا ہے۔

ہم بحمد اللہ مسلمان ہیں، ہماری معاشرتی اقدار ایمان بالغیب اور تصورِ آخرت پر مبنی ہیں۔ لہٰذا ہمارا طریقِ تعلیم اور نصابِ تعلیم دیگر اقوام سے مختلف ترجیحات کا حامل ہے، ہم مغربی ممالک کے طریقِ تعلیم کو کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتے۔

ایمان بالغیب اور تصورِ آخرت کی وجہ سے ایک مسلمان اور ایک غیر مسلم (خصوصاً مغربی باشندے) میں مندرجہ ذیل فرق پائے جاتے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ علم کا مقصد معرفتِ الٰہی قرار دیتا ہے، حکم ہے:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ﴾

جب کہ مغربی تعلیم کا تمام فلسفہ انکارِ الوہیت پر مبنی ہے۔

- مذہبًا مغرب تثلیث کا قائل ہے جب کہ ہم مسلمان ربِّ واحد کی توحید کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ہمارے لیے ہر کام میں نمونہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے جب کہ اہلِ مغرب کے ہاں کسی بھی نبی یا لیڈر کی ذات بطور نمونہ نہیں ہے۔
- اسلام فرد کو ایثار، عدل، احسان اور ادائے حقوق کی حتی الامکان، آخری حد تک ادائیگی کی ترغیب دیتا ہے جب کہ اہلِ مغرب میں خود غرضی یا قوم پرستی کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے ایثار و احسان کا کوئی تصور نہیں ہے۔
- اسلام ہر سطح پر اجنبی مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے خلط ملط ہونے سے بچنے کی تاکید کرتا ہے چنانچہ نماز کی ادائیگی، مساجد میں حاضری، تقریبات میں شمولیت، راستہ چلنے میں، اپنی اپنی مصروفیات اور فرائض کے دائرہِ کار میں، حصولِ تعلیم، غرض ہر سطح پر دونوں اصناف کو حکمًا جدا جدا رکھا گیا ہے جب کہ مغرب میں مرد اور عورت کو یکساں صلاحیتوں کا حامل، یکساں حقوق و فرائض کا پابند، گردانے پر زور دیا جا رہا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے مخلوط معاشرہ اور اسلام مطبوعہ مشربہ علم و حکمت)

- اسلام میں فرد آزاد نہیں بلکہ وہ ربِّ واحد کے عطا کردہ ضابطہِ حیات کا ہر لمحہ اور ہر قدم پر پابند ہے جب کہ مغربی معاشرے میں فرد خالق کی عائد کردہ پابندیوں سے بھی آزاد ہے اور معاشرے میں یا خاندان کی عائد کردہ پابندیوں سے بھی آزاد مانا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ کہ وہ بے مہار جانور سے بھی بدتر ہو چکا ہے۔

غرض ایک مسلمان معاشرے اور غیر مسلم یا مغربی معاشرے میں بُعد المشرقین ہے، اس صورت میں یہ سمجھنا کہ جو طریقِ تعلیم مغربی معاشرے کے لیے مفید ہے وہ ہمارے لیے بھی مفید ہو سکتا ہے، یہ پرلے درجے کی حماقت بلکہ جانی بوجھی سازش ہے تاکہ مسلمان معاشرہ مغربی معاشرے کی طرح شریعت اور فرد کی پابندیوں سے آزاد ہو کر ان کے رنگ میں رنگ جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ معاشرہ کوئی بھی ہو جب وہ دینِ فطرت کے دیئے گئے اصول وقوانین میں سے ایک کو بھی رُو بہ عمل لاتا ہے تو اس کے امن پرور اور سکون بخش اثرات اس کو بہر حال حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اسلامی اصول وقواعد کے امن پرور اور سکوں بخش اثرات ان کا لازمی حصہ ہیں، اور جب کوئی بھی معاشرہ اسلامی اصول وقواعد سے رُوگردانی کرتا ہے تو اس کی ہلاکت کے اثرات بھی اس معاشرے کو ضرور لپیٹ میں لے لیتے ہیں، چاہے یہ معاشرہ بظاہر مسلمان ہی کیوں نہ ہو بلکہ جب ایک مسلمان اسلامی اصولوں سے رُوگردانی کرتا ہے تو اسے اس کے زیادہ سنگین اور مہلک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مخلوط تعلیم چونکہ اسلام کے دیئے ہوئے اصول مرد اور عورت کے الگ الگ دائرہ کار، الگ الگ صلاحیتوں کے حامل اور الگ الگ حقوق وفرائض سے متصادم ہے لہٰذا یہ طریقہ جہاں بھی اپنایا گیا، اس کے بد اثرات نے معاشرے کو اپنے نوکیلے پنجوں میں جکڑ لیا۔ چنانچہ مغرب نے اس طریقِ تعلیم کو اپنایا تو بے راہروی، بہیمیت اور جنسی گرم بازاری نے کہیں کا نہ چھوڑا اور بالآخر سمجھدار طبقہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرد اور عورت کا دائرہ کار الگ الگ ہی رہے تو بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم کے شاخسانے

مخلوط تعلیم نوجوان طلبہ وطالبات کے لیے اپنے دامن میں بہت سی فکری وعملی گمراہیاں اور کج رویاں لے کر وارد ہوئی ہے جن کا احاطہ اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے تاہم نوجوانوں پر اس کے چند اہم اثرات کا اگلی سطور میں ذکر کیا جائے گا۔

منفرد نظر آنے کی کوشش کرنا:

طلبہ اور طالبات مخلوط تعلیم میں ہمیشہ ایک دوسرے سے منفرد نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے اپنی سوچ، صلاحیت اور پیسہ بھی خوب ضائع کرتے ہیں۔ امام ابنِ حزمؒ لکھتے ہیں: اگر مرد یہ محسوس کرے کہ وہاں پر نامحرم عورتیں بھی موجود ہیں جو اس کی باتیں سن رہی ہیں تو اس سے غیر معمولی اور خلافِ دستور اقوال وحرکات صادر ہوتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کرتا ہے جن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس طرح کی حرکات عورتوں سے نامحرم مردوں کی موجودگی میں بھی صادر ہوتی ہیں۔ (بحوالہ مخلوط تعلیم کا زہر، ماہنامہ بتول جولائی ۲۰۰۵ء)

امام ابنِ حزم کا یہ مشاہدہ مبنی برحقیقت ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ منفرد نظر آنے اور صنفِ مخالف کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لڑکے مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں کا لباس پہنتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو حلیہ انتہائی مضحکہ خیز بنایا جاتا ہے تاکہ لڑکیوں کی توجہ اس طرف مذکور ہو مثلاً کبھی سر کے بال لمبے رکھنے اور کبھی سر منڈا دینا، کبھی چٹیا بنانا اور کبھی پٹے رکھنا، کبھی پینٹ شرٹ اور کبھی کڑھائی دار کرتا شلوار پہننا، کبھی نیکر پہن کر سامنے آجانا، کبھی کڑے، چھلے، کوکے، بالیاں، انگوٹھیاں، ہار وغیرہ پہننا، کبھی پیوند لگی قمیض اور پتلونیں پہننا، کبھی مونچھوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بل لمبے اور کبھی چھوٹے رکھنا، کبھی مونچھیں باریک اور کبھی گھنی اور کبھی چار ابرو صفایا کرنا، کبھی قمیض کے گلے کے بٹن اور کف کے بٹن کھلے چھوڑ دینا اور کبھی بند کر دینا وغیرہ۔

لڑکیاں بھی منفرد نظر آنے کی کوشش میں کپڑوں کے رنگ اور ڈیزائن، نیز میک اپ کے انداز، جوتے، زیور، ہاتھوں میں پکڑے پرس اور بیگ یا تھیلوں کی ساخت اور رنگ تبدیل کرتی رہتی ہیں۔ نیز طلبہ وطالبات کا کھنکھنانا، قہقہے لگانا، آوازے کسنا، شیخیاں بھگارنا، چلتے وقت کبھی مٹکنا اور کبھی اٹکنا، کبھی لڑھکنا اور کبھی تیز تیز بھاگنا، کلاس کے دوران بار بار صنفِ مخالف کو متوجہ کرنا اور خود اس کی طرف متوجہ ہونا، تقریبات میں ڈانس وغیرہ کرنا، یا ٹیبلو اور ڈراموں میں حصہ لے کر صنفِ مخالف کی نظروں میں آنے کی کوشش کرنا، چیونگم، ٹافی، مونگ پھلی وغیرہ کھا کر چھلکے یا ریپر صنفِ مخالف کی طرف پھینکنا اور پھر بڑے نخریلے انداز سے سوری کرنا، کالج گیٹ اور بس اسٹاپوں پر باہم مڈبھیڑ ہونا، کبھی ایک دوسرے کے قریب اور کبھی ایک دوسرے سے دور کھڑے ہو کر بس کا انتظار کرنا، نوٹس لینے اور دینے کے بہانے باہم فون کرنا یا گھر پر ملنا، غرض طلبہ بہت سی نازیبا اور غیر ضروری حرکات صرف اس لیے کرتے چلے جاتے ہیں کہ وہ اپنی مخالف صنف کی نظروں میں آسکیں اور اس کی توجہ حاصل کر سکیں۔

ایک دوسرے کی عادات کو اپنانا:

مخلوط ماحول میں رہنے والے لڑکے اور لڑکیاں چونکہ ابھی سنجیدہ عمر کو نہیں پہنچے ہوتے، ان کی یہ عمر من پسند شخصیات کی عادات اپنانے کی ہوتی ہے، وہ تقلید پسند ہوتے ہیں، اس لیے بہت جلد ایک دوسرے کو پسند کرنے کی وجہ سے ایک دوسرے کا لہجہ، عادات، حرکات و سکنات وغیرہ اپنا لیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مخصوص عادات دونوں صنفوں میں نظر آنے لگتی ہیں۔ یہ مخلوط ماحول ہی کا نتیجہ ہے کہ اب لڑکے پونیاں کرتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کڑے، چھلے، کوکے اور بالیاں پہنتے ہیں، پھولدار اور کڑھائی والا میچنگ لباس پسند کرتے ہیں۔لڑکیوں کا کھیلوں میں حصہ لینا،ورزشیں کرنا،کلبوں میں جانا، جوگر پہننا،مردانہ جرسیاں ٹوپیاں، کوٹ اور پینٹ شرٹ وغیرہ پہننا، مردانہ انداز میں یار کہہ کر مخاطب کرنا، یہ سب خرابیاں عام ہو چکی ہیں۔ جب صنفِ مخالف معشوق یا معشوقہ ہو تو ایسی صورت میں ایک دوسرے کی عادات اور الفاظ کی اور بھی زیادہ نقالی کی جاتی ہے اور ایک دوسرے کو محسوس کرایا جاتا ہے کہ ہم ''یک جان دو قالب'' ہیں۔

ماہرینِ نفسیات نے جنسِ مخالف کی عادات اور حلیہ کو اختیار کرنا ایک ذہنی بیماری شمار کیا ہے۔اس کو دورِ جدید میں سب سے پہلے ایک جرمن ڈاکٹر میگنس ہرشیفلڈ نے ۱۹۵۳ء میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔انہوں نے اس بیماری کو مخالف جنس لباس پرستی Trasvetism کا نام دیا۔تحلیلِ نفسی کی روشنی میں اس بیماری کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

فرد احساسِ کمتری اور عدم اعتمادی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔وہ اپنے اصل صنفی روپ کو چھپا کر خود کو مخالف صنف کی روپ میں دیکھ کر جنسی تسکین حاصل کرتا ہے۔نیز وہ صنفِ مخالف کی مشابہت اختیار کر کے اپنے لیے اس میں جگہ پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ صنفِ مخالف کی قربت حاصل کر کے جنسی لذت حاصل کر سکے اس بیماری میں مبتلا لوگ ابنارمل ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں۔

مخلوط تعلیم بالواسطہ ایک ایسی بیماری کے جراثیم فرد کے جسم اور دماغ میں داخل کر دیتی ہے کہ وہ ابنارمل شخصیت بنتا چلا جاتا ہے۔

صنفِ مخالف کے بیماری کے سنگین مہلکات ہی کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔(بخاری،ابوداؤد،ابن ماجہ،ترمذی عن ابن عباسؓ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھجک ختم ہو جانا:

مخلوط تعلیمی ماحول میں رہنے کی وجہ سے طلبہ اس ماحول کے اس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ انہیں تعلیمی اداروں سے باہر کی زندگی میں بھی عورتوں کو دیکھنے، ان کی طرف رغبت کرنے، ان سے بات چیت کرنے میں کوئی جھجک مانع نہیں ہوتی، نہ ہی لڑکیوں میں اجنبی مردوں سے کوئی حیا باقی رہتی ہے، مردوں سے بے باکانہ بات کرنا، ان کی طرف دیکھنا، ان کے لباس اور لہجے کی تعریف کرنا، ان سے ہاتھ ملانا، بے تکلف سہیلیوں یا دوستوں کی طرح کندھے سے کندھا ملانا اور گپ شپ کرنا ایک ایسی عادت بن جاتی ہے جو عمر بھر کے لیے ان میں رچ بس جاتی ہے۔ اِلّا یہ کہ کوئی سچے دل سے شعوری طور پر ان بدعادات سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے۔

یاد رہے کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجنبی مرد و عورت کو جو احکامات دیئے ہیں، ان میں مندرجہ بالا تمام حرکات کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ صرف اتنی ہی گنجائش ہے کہ جب انتہائی ناگزیر ضرورت ہو تو مرد عورت سے یا عورت مرد سے بات کر سکتا ہے، اس میں بھی دونوں کے درمیان، دیوار یا کپڑے کی آڑ ہو تو زیادہ بہتر ہے نیز عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم موجود ہو یا کسی اور مرد یا عورت کی موجودگی ہو۔ نیز عورت کو تاکید ہے کہ وہ نرم لہجے میں نامحرم مرد سے ہرگز بات نہ کرے۔ حکم ہے:

﴿وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ (الاحزاب:۳۲)

''کسی اجنبی شخص سے نرم و شیریں، لہجے میں بات مت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ جس شخص کے دل میں کوئی (برا) مرض ہو وہ امید پیدا کر لے اور (اس سے) دستور کے مطابق بات کیا کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر نصابی سرگرمیاں:

مخلوط تعلیمی ماحول میں جنسی انارکی پھیلانے اور طالب علم کو مزید صنفِ مخالف میں دل چسپی کے مواقع فراہم کرنے اور اس کی نفسانی خواہش کو انگیز کرنے والی غیر نصابی سرگرمیاں بھی برابر کی حصہ دار ہیں۔ جو آئے دن تعلیمی اداروں میں کسی نہ کسی صورت جاری رہتی ہیں مثلاً کلرڈے، بسنت نائیٹ، نیوائیر نائیٹ، سپورٹس ڈے، پاکستان ڈے، قائدِ اعظم ڈے، اقبال ڈے، اپریل فول، نیوائیر فول، میک شو، ڈریس شو، محفل موسیقی، ٹیبلو، مینابازار، مذاکرے، مباحثے، ادبی پروگرام، ویلفائنز ڈے، عیدملن پارٹی، میلاد، مہمانانِ خصوصی کی آمد اور ان کا استقبال، غرض یہ سب مواقع طلبہ کو تعلیم سے ہٹا کر خود آرائی، گپ بازی، نظربازی اور چھیڑ چھاڑ کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔

یاد رہے کہ اسلام میں مذاکرے، مباحثے اور ادبی پروگرام بشرطیکہ ان میں اسلامی آداب کو ملحوظ رکھا جائے اور مخلوط ماحول نہ ہو تو صرف انہی کی گنجائش ہے بقیہ تمام تقریبات اور جشن منانا سرے سے جائز ہی نہیں ہیں۔

فرینڈ شپ:

مخلوط تعلیمی ماحول نے ہمارے معاشرے میں بھی گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کی ملعون روایت کو عام کیا ہے۔ اب یہ اس قدر عام ہو چکی ہے کہ پانچ پانچ سال کے بچے بھی ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ تمہارا بوائے فرینڈ یا گرل فرینڈ کون ہے؟ گویا یہ ایک ایسا کام ہے جسے بچے بھی ضروری سمجھنے لگے ہیں اور طلبہ اس کے اظہار میں اپنی ''ٹوہر'' سمجھتے ہیں۔

جو لڑکا اپنی گرل فرینڈ یا جو لڑکی اپنا بوائے فرینڈ نہ بنائے اسے خشک مزاج، بیک ورڈ، شرمانے والا اور نکو سمجھا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی معاشرے میں اس اصطلاح کے ساتھ جو جو خرابیاں وابستہ ہیں، ان تمام خرابیوں کے ساتھ یہ اصطلاح پاکستانی معاشرے میں بھی وارد ہوئی ہے۔ مغرب میں Dating ایک عام اصطلاح ہے اور اگر تیرہ چودہ سالہ بچہ Dating نہ کرے تو اس کے والدین پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہیں یہ ابنارمل تو نہیں ہے۔

تعلیم جو بچے کی جسمانی اور اخلاقی نشوونما کا عمل ہے اس کے ساتھ فرینڈ شپ اور Dating کو لازم وملزوم سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ تعلیمی ادارے بچوں کے جسم اور اخلاق کو سدھارنے کے نام پر بگاڑنے کا کام کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ میں عورتیں اپنے آپ کو ہر وقت اور ہر عمر میں تیار رکھنے کے لیے کئی طرح کے پاپڑ بیلتی ہیں۔ جن عورتوں کو بوائے فرینڈ پسند نہیں کرتے یا گھاس نہیں ڈالتے، ان کے لیے عیار جنس قاشانِ فروخت نے مصنوعی بوائے فرینڈ بنا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ''اے باکس'' نامی منصوبے کے تحت ۱۵ ڈالر کی ادائیگی پر کنساس کی ایک کمپنی انہیں بوائے فرینڈز کے فوٹوز، ذاتی کوائف، دست خط شدہ گریٹنگ کارڈ، ہاتھ سے لکھے ہوئے محبت نامے فراہم کر دے گی جو وہ فخر سے اپنی سہیلیوں کو دکھا کر شیخی بگھار سکیں گی۔ (روزنامہ جنگ، ۲۱ مارچ ۱۹۹۷ء)

یاد رہے کہ اسلام نے غیر مرد اور عورت میں کسی قسم کی دوستی چاہے وہ خفیہ ہو چاہے علانیہ حرام قرار دی ہے۔ لہٰذا اسلام میں محبت نامے، فرینڈ شپ یہ سب انتہائی بدترین اور کبیرہ گناہ ہیں۔ اسلام میں یہ سب صرف نکاح شدہ میاں بیوی کے درمیان ہی جائز ہے اور کسی بھی مرحلے پر کسی کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

﴿مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ﴾ (النساء:۲۵)

''وہ خواتین عفیفہ ہوں اور نکاح کر کے عفت قائم رکھنا چاہتی ہوں یہ نہیں کہ چوری چھپے دوستیاں گانٹھتی پھریں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی ہوئی یا علم میں آئی ہوئی چیز کا تجربہ کرنا:

انسانی نفسیات یہ ہے کہ انسان چھپی ہوئی چیز کا تجسس کرنا اور معلوم چیزوں پر عملی تجربات ومشاہدات کر کے اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور اپنے حواس کے ذریعے اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہے۔ انسان کی یہی نفسیات ہے جس کے تحت اس نے زمین کی پاتال تک کو کھود ڈالا عمیق سمندروں کی تہوں میں اتر کر اس کے سربستہ رازوں کو جاننے میں مصروف ہے، مسلسل تجربات کرتے کرتے وہ چاند تک جا پہنچا اور اب سوئے مریخ کمربستہ ہے حالانکہ اس تجربے میں اسے کھربوں روپیہ اور ہزاروں جانیں بھی اس شوق کی بھینٹ چڑھانا پڑھیں۔

اسی جذبہ تجسس اور حصولِ تجربات کی وجہ سے جب وہ نصاب میں رومانوی افسانے اور غزلیں پڑھتا ہے یا جب اسے یہ پتا چلتا ہے کہ جنسِ مخالف کے قریب جانا، اسے چھونا، اسے چکھنا، اس کے لیے لذتِ نفسانی سے بھرپور ہے تو اس کا وہ عملی تجربہ کرنا چاہتا ہے جب اسے سکھا پڑھا دیا جاتا ہے کہ دو متضاد صنفوں میں باہمی کشش بھی ہوتی ہے اور اس کے حصول کے لیے یہ یہ ناز وانداز، جملے اور طریقے اختیار کیے جاتے ہیں تو شیطان اسے عملی طور پر سب کچھ کر گزرنے پر اُکساتا ہے۔ یوں بھی ہر فرد مثالیت پسند ہوتا ہے، جب اس کے سامنے دل پھینک عاشقوں کے کردار ہی بار بار لائے جائیں تو وہ خود بھی ویسا ہی بننے کی آرزو اور کوشش کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ مغربی معاشرے میں جہاں سیکس کی معلومات اور مشاہدات کھلے عام ہیں وہاں سات سات سال کے بچے بھی بے دھڑک یہ تجربہ حاصل کر لیتے ہیں۔ نیز اس تجربے میں شیطانی ترغیب اس انتہا تک پہنچ جاتی ہے کہ فرد کو کوئی اخلاقی پابندی یا قانون بھی روکنے میں اکثر ناکام رہتا ہے سوائے اس شخص کے جس پر اللہ رحم کرے۔

چونکہ اس تجربے میں جسمانی ونفسانی تلذذ زیادہ ہوتا ہے اس لیے گندی ذہنیت کا شخص بار بار یہ خبیث تجربہ کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کمرۂ جماعت میں طالب علم کی سب سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توجہ کا مرکز صنفِ مخالف سے آنکھیں لڑانا، اس کے خیال میں ڈوبے رہنا، ارادتاً صنفِ مخالف سے ٹکرا کر اسے غیر ارادی ٹکراؤ کا نام دینا ایک عام اور دل پسند مشغلہ بن چکا ہے۔

لَو میرج:

مخلوط تعلیم میں عشق و عاشقی کے ابتدائی مراحل کے بعد بالآخر یہ موقع بھی آتا ہے کہ لڑکیاں والدین کو اپنی پسند سے آگاہ کرتی ہیں۔ اکثر والدین لڑکی کے پسند کیے ہوئے لڑکے کو مسترد کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اخلاق و کردار میں انتہائی گھٹیا ہوتا ہے اور وہ لڑکی سے نکاح میں سنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد صرف دل بہلاوا ہوتا ہے یا لڑکی کی مالی حیثیت سے فائدہ اٹھانا لیکن لڑکی اڑ جاتی ہے۔ والدین لڑکے میں بحیثیت داماد جن خوبیوں کو دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں، وہ والدین کو یہ باور کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اس میں سب خوبیاں موجود ہیں مثلاً کماؤ ہے، شریف ہے، ہینڈسم ہے، امیر لوگ ہیں، یہاں تک کہ اگر والدین مذہبی لڑکے کو پسند کرتے ہیں تو وہ انہیں کسی نہ کسی طرح لڑکے کی مذہب پسندی کے ثبوت بھی دینے لگتی ہے۔ والدین اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ لڑکیاں گھر سے بھاگ کو کورٹ میرج کر کے ماں باپ کی عزت کو سرِ عام نیلام کر دیتی ہیں۔

لڑکے اکثر لڑکیوں سے چند دن وقتی لذت حاصل کر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر وہ لڑکی سے نکاح کرنے کا وعدہ کر بھی لیں تو انکار کی صورت لڑکی کو گھر سے بھاگ جانے، باپ کے گھر سے جمع پونجی یا زیور وغیرہ ساتھ لے کر آنے کا مشورہ دے کر کورٹ میرج کے قانون کی چھتری تلے نکاح کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔

چند دنوں یا ہفتوں کے بعد لڑکی کو پتا چلتا ہے کہ لڑکے کا روبار یا اس کے باپ کا بزنس یک دم ٹھپ ہو گیا، لڑکے کی جیب کٹ گئی ہے اور اب اس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں، گھر ذاتی نہیں بلکہ کرائے کا ہے، لڑکا لڑکی کو چند دن ہوٹلوں میں چکر لگوا کر گھر میں لا کر والدین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رکھے تو بھی لڑکی طعنوں کی زد میں رہتی ہے۔ مثلاً آوارہ مزاج، بے حیا، بے غیرت، جس نے باپ کی عزت کا پاس نہ رکھا وہ ہماری عزت کیسے بنائے گی؟ وغیرہ۔

عموماً لڑکے چند دن یا چند مہینوں بعد طلاق دے کر اس لڑکی سے پیچھا چھڑا کر خود کسی دوسری لڑکی کو پھانسنے میں لگ جاتے ہیں اور اگر شادی نہ بھی جائے تو لڑکی کی زندگی میں کانٹے ہی کانٹے بکھر جاتے ہیں، اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی وجہ سے ماں باپ کا ساتھ ویسے ہی چھوٹ جاتا ہے، اب جس کے لیے والدین چھوڑے تھے وہ بھی نظریں پھیر لیتا ہے۔

غرض تعلیم جس کا مقصد فرد کو تہذیب وخرد سے سنوارنا ہے وہی مخلوط ہونے کی وجہ سے طالب علموں کو بدترین، گناہ آلود، غلیظ اور بدبودار عادات کا پلندہ بنا دیتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیے ''لومیرج اور اس کے مضمرات'' اور ''نکاح میں ولی کی حیثیت'')

مزید خرابیاں:

مخلوط تعلیم کے ایام میں جوانی کا منہ زور طوفان نوجوانوں کو ہر طرف سے گھیرے ہوتا ہے۔ صنفِ مخالف کو ہمہ وقت اپنے سامنے بے حجاب اور اپنے پہلو بہ پہلو دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کوشش میں اور بھی بہت سی غیر اخلاقی حرکات و عادات آ شامل ہوتی ہیں مثلاً ناول، افسانے پڑھنا، فائلوں اور کتابوں پر ایسے کور چڑھانا جن پر عشقیہ جملے لکھے ہوں جیسے I Love You.

ان کورز پر ایسی تصاویر کا ہونا جو عشق ومحبت کے پیچ لڑانے کی عکاسی کرتی ہوں۔ فلمی ستاروں اور اسٹیج فنکاروں کی تصاویر اپنی جیبوں اور فائلوں میں رکھنا، فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے چیٹنگ کرنا یہ سب مخلوط تعلیم ہی کی خرابیاں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتوں کا ضیاع:

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوانی کے وہ ایام جن میں تسخیرِ کائنات اور تسخیرِ اقوام تک کرنے کا حوصلہ اور صلاحیت اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر رکھی ہوئی ہے وہ ان ایام کو آوارہ گردی اور عشق نوردی میں ضائع کر دیتے ہیں۔ آئندہ کی پوری زندگی، مایوسی، بے کاری، سستی، محرومی اور "سسّی پنوں" کی کہانیاں سننے میں گزر جاتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ کا خصوصی فضل ہو اور وہ اصلاح و توبہ کر کے اپنی حالت تبدیل کر لیں اور اپنی مثبت صلاحیتوں کو جلا دینے اور انہیں ابھرنے کا موقع بنانے کی کوشش میں لگ جائیں۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرہ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

علامہ اقبالؒ

www.KitaboSunnat.com

یک سوئی کا فقدان:

تعلیم کا مقصد جسمانی اور اخلاقی نشوونما کا عمل ہے اور یہ مقصد اسی صورت حاصل ہو سکتا ہے جب طالب علم مکمل یک سوئی سے حصولِ تعلیم میں مگن رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم گاہوں کے لیے جگہ کا انتخاب وہاں کیا جاتا رہا جہاں شہری آمد و رفت، نقل و حمل اور شور و غل نہ ہو۔ والدین طلبہ کو مطالعے کے لیے بھی ہمیشہ پُر سکون اور الگ تھلگ کمرہ مہیا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ خصوصاً امتحانات کے دنوں میں طلبہ کو کوئی ایسی خبر نہیں سنائی جاتی جو ان کی یک سوئی اور مطالعے میں خلل ڈالنے کا باعث بنے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ جہاں نوجوان لڑکی اور لڑکا اکٹھے ہوں، سوائے ایک دوسرے میں دل چسپی لینے، ایک دوسرے کے بارے میں سوچنے، ایک دوسرے کی توجہ حاصل کرنے والی حرکات اختیار کرنے کے دونوں کو اور کچھ نہ سوجھتا ہے نہ یاد رہتا ہے۔ اِن سائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ یونیورسٹیوں میں کلیات کے شعبہ ہائے علوم کے (Chair persons) چیئر پرسنز کو ایک مستقل قضیہ درپیش ہے وہ یہ کہ طلبہ و طالبات ایک دوسرے میں اس قدر دل چسپی لیتے ہیں کہ پڑھائی پر توجہ نہیں دے سکتے۔

(خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۴۶)

ایک پاکستانی طالب علم کا کہنا ہے کہ ہوسٹل میں جا کر ہم دو کام کرتے ہیں، ایک پڑھائی اور دوسرا لڑکیوں کو Discuss کرنا لیکن زیادہ وقت دوسرے کام پر ہی خرچ کرتے ہیں۔

(خواتین کی جداگانہ تعلیم ص:۵۲)

یہ حقیقت ہے کہ علمی و تحقیقی میدان میں بڑے بڑے کارنامے انجام دینے والے تمام افراد وہ ہیں جو پوری توجہ، لگن اور یک سوئی کے ساتھ اپنے اپنے میدان میں جُتے رہے۔ اگر ان کے دل و دماغ پر عورتوں، ان سے یارانہ بازیوں اور ان کی عشوہ طرازیوں کا بھوت سوار ہوتا تو وہ کبھی بھی کارہائے نمایاں انجام نہ دے سکتے۔

ابو بکر بن الانباری (۳۰۷ھ) خلیفہ الراضی باللہ کے پاس جا رہے تھے، راستے میں غلاموں کے بازار میں انہیں ایک حسین لونڈی نظر آئی جس کا حسن انہیں بھا گیا۔ انہوں نے خلیفہ سے ذکر کیا تو خلیفہ نے انہیں بغیر بتائے وہ لونڈی خرید کر ان کے گھر بھجوا دی۔ شام کو وہ ذہن میں ایک علمی مسئلہ لیے گھر پہنچے تو دیکھا وہ لونڈی موجود تھی۔ جب وہ اس علمی مسئلے پر غور و خوض کی کوشش کرتے تو لونڈی کا سراپا سامنے آ جاتا۔ آخر کار انہوں نے غلام سے کہا جاؤ اسے بازار میں بیچ دو، میں علم و دانش کے مسائل پر غور کرتے وقت اپنے ذہن میں کسی اور چیز کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ نہیں دے سکتا۔ (مسلمانوں کا نظامِ تعلیم از ڈاکٹر احمد شلبی مترجم ادریس صدیقی ص:۲۰۶)

شریف لڑکیوں کے لیے مشکلات:

مخلوط تعلیمی ماحول میں شریف اور باغیرت والدین اپنی بیٹیوں کو نہیں بھیجنا چاہتے، کیونکہ انہیں اس کے اندر پھیلے ہوئے زہروں کا پوری طرح احساس ہوتا ہے لیکن معاشرے میں اعلیٰ تعلیم اور سند کے حصول کا رجحان زور پکڑ چکا ہے اور اس کے بغیر نہ تو رشتے ہوتے ہیں اور نہ ہی بظاہر عزت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا بعض شریف لوگ بھی اپنی بیٹیاں ایسے اداروں میں بھیجنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بعض اپنی بیٹی کو پیش آئند خطرات کی وجہ سے خود یونیورسٹی میں چھوڑنے اور لینے جاتے ہیں، اس کی سرگرمیوں پر کڑی نظر بھی رکھتے ہیں لیکن ایسے والدین ہزاروں میں بمشکل ایک ہیں۔

وہ لڑکیاں جن کے والدین اپنے تحفظ میں انہیں تعلیمی اداروں میں بھیجتے ہیں انہیں کلاس فیلو لڑکیاں، بیک ورڈ وغیرہ کے طعنے دیتی ہیں، اور یہ کہ اپنی بیٹی پر اعتماد نہیں، معاشرہ اتنا بھی برا نہیں، ایسی بھی کیا سختی؟ یوں لڑکیوں کو والدین اور مذہب کے خلاف اُکسایا جاتا ہے۔

اکثر والدین شریف، باغیرت اور باحیا ہونے کے باوجود اپنی بیٹیوں پر اور معاشرے پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں تعلیمی ادارے میں بھیج کر خود مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہماری بیٹی ایسی نہیں، بچی کو اونچ نیچ سمجھا دی ہے، گھر کا ماحول اچھا ہو تو بچہ غلط قدم نہیں اٹھاتا، اکثر ایسے والدین کی بیٹیاں بھی جانے یا انجانے میں برے، اثرات کی زد میں آ جاتی ہیں اور کبھی تو یوں بھی ہوتا ہے کہ والدین کی عزت خراب کرنے تک نوبت آ جاتی ہے۔

کچھ والدین ایسے بھی ہیں جو ان تعلیمی اداروں میں پائے جانے والے مسموم اثرات سے خوب واقف ہیں۔ انہیں یہ اطمینان ہی حاصل نہیں کہ ان کی بیٹی کو تحفظِ عصمت حاصل رہے گا لہٰذا وہ اپنی بچیوں کو سرے سے ان اداروں میں ہی نہیں بھیجتے یوں ان کی بچیاں مخلوط تعلیمی ماحول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موجود اخلاقی و معاشرتی اور دینی خرابیوں کی وجہ سے ان سے تعلیم کا حق چھین لیتا ہے۔

جو والدین بچیوں کو مخلوط تعلیمی ماحول کے سپرد کر دیتے ہیں وہ بچی پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کا یہ سوچنا کہ بچی کی تربیت گھر میں اچھی کی گئی ہے اور وہ پھسل نہیں سکتی یہ صرف مفروضہ ہے۔

ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ وراثت کا اثر کم ہوتا جاتا ہے اور ماحول کا اثر بڑھتا جاتا ہے۔ (ص ۲۷ نفسیات برائے ایم اے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم کے حق میں دلائل

مخلوط تعلیم کے حامی اس کے حق میں پُر جوش دلائل دیتے ہیں، جن میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کریں گے اور ان کا پول بھی کھولیں گے، ان کے دلائل کمزور ہیں لیکن ان کی پشت پر دورِ حاضر کے اکثر سر کردہ افراد کا حرفِ صاد موجود ہے، نیز پورا میڈیا اس وقت یہی چاہ رہا ہے کہ مرد اور عورت میں جنسی اباحیت کو جانوروں کی طرح عام کر دیا جائے کیونکہ جداگانہ تعلیم ان کی اس چاہت میں رکاوٹ بنتی ہے اس لیے وہ مخلوط تعلیم کے نقصانات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

مسابقت کا جذبہ:

مخلوط تعلیم کے حق میں دلائل دینے والوں کا کہنا ہے کہ مخلوط تعلیم سے طلبہ و طالبات میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور تعلیمی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔

○ اس دعویٰ کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ کیا تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جہاں مخلوط تعلیم ہے وہاں معیارِ تعلیم بلند ہوا ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مخلوط تعلیم کے بعد معیارِ تعلیم دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ جن اداروں یا ملکوں نے مخلوط تعلیم کا تجربہ کیا اور جو ملک کچھ اخلاقی حس بھی رکھتے ہیں انہوں نے جلد ہی اس سے گریز کی راہ اختیار کر لی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مسابقت کا جذبہ ہمیشہ ہم صنفوں میں ہوتا ہے، نہ کہ صنفِ مخالف کے ساتھ۔ صنفِ مخالف کی صورت تو یہ خیال کارفرما ہوتا ہے کہ وہ لڑکی ہے اور یہ لڑکا، دونوں کے مزاج، حالات، جسمانی ساخت اور صنفی جذبات میں فرق ہے لہٰذا مسابقت کیسی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیمی ماحول میں مسابقت کے لیے لڑکی لڑکا بن کر لڑکے کی عادات اپنانے میں اس سے مسابقت کرتی ہے اور لڑکا لڑکی بن کر اس کی عادات اپنانے میں مسابقت کی کوشش کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ کہ ایک تیسری صنف ظہور میں آ گئی جو نہ مردانہ حلیے اور صفات کی حامل ہے اور نہ زنانہ عادات اور حُلیے کی حامل۔

مخلوط تعلیمی ماحول میں باہم مسابقت نہیں ہوتی البتہ آپس میں دونوں صنفوں میں دل چسپی اور کشش ضرور ہوتی ہے جو طلبہ و طالبات کو نکما، عیش کوش، آوارہ مزاج بنا کر ان سے تعلیمی دل چسپی چھین لیتی ہے۔

ایک دوسرے کو سمجھنا:

مخلوط تعلیم کے حامی یہ دلیل بڑے زور شور سے دیتے ہیں کہ اس طرح اگلی زندگی میں جب وہ شادی کے لیے انتخاب کرتے ہیں تو دھوکہ نہیں کھا سکتے بلکہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ چکے ہوتے ہیں لہٰذا ایسا ساتھی چنتے ہیں جس کے ساتھ زندگی بھر اچھے اور خوشگوار طریقے سے نبھ سکے چنانچہ اس طرح گھر ٹوٹنے سے بچ جاتے ہیں۔

○ بہ ظاہر یہ دلیل بہت اچھی لگتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے نوجوانی کی عمر کسی کو پرکھنے اور سمجھنے کی عمر نہیں ہوتی خصوصاً صنفِ مخالف کو، اس عمر میں صنفِ مخالف کو دیکھ کر حواس پر جو چیز زبردستی قبضہ کر لیتی ہے وہ دونوں صنفوں میں باہمی کشش ہے، اور یہ کشش ایسی ہے کہ جس کے بھی حواس پر چھا جائے، اس کی جو عقل اور سمجھ بوجھ ہوتی ہے وہ بھی اس کشش کے نیچے دب جاتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اسلام شادی سے قبل مرد اور عورت کے درمیان کسی قسم کی دوستی، خط و کتابت، راہ و رسم کو پسند ہی نہیں کرتا، لہٰذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے نزدیک اس دلیل کا ایک تنکے کے برابر بھی وزن نہیں۔ مخلوط تعلیم میں لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو سمجھنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے ایک دوسرے کو ہنسی مذاق کرنے، اشاروں کنایوں سے بات کرنے اور دل پھینک طریقوں کو اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں، نیز اس سمجھنے اور سمجھانے میں اساتذہ اور خود نصاب بھی جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔

چوری چھپے تعلقات کا باعث:

- لڑکیوں اور لڑکوں کو علیحدہ علیحدہ رکھنا انہیں ایک دوسرے کے قریب لانے، چوری چھپے ملنے اور گمراہ کرنے کا باعث ہوتا ہے۔
- دورِ حاضر میں مخلوط معاشرے، مخلوط تعلیم اور مساواتِ مرد و زن کے دعوے دار اس بات کو بھی مسلسل دہراتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو جدا رکھنے اور ان میں حجاب کی پابندی سے ان کی فطری صلاحیتیں بہتر طریقے سے نشو ونما پاتی ہیں، ایک دوسرے کے سامنے آ کر دونوں طرف جذبات کا جو جوار بھاٹا اٹھتا ہے سرے سے اس کا کوئی موقع ہی نہیں رہتا۔ نتیجہ یہ کہ وہ ایک دوسرے سے قریب آنے کی نہیں بلکہ ایک دوسرے سے دور رہنے کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ نظر، دل، کان سب کو پاک اور صاف رکھنے کی کوشش میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

جن معاشروں میں مخلوط ماحول ہے وہاں کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ہر تیسرا لڑکا اور لڑکی باہم بے قید میل ملاپ کا عادی ہو چکا ہے۔ ایسے معاشروں میں بے راہروی اس خوف ناک حد تک پہنچ چکی ہے کہ ہر تین میں سے دو بچے ناجائز اولاد ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ مخلوط معاشرے میں کچھ چھپانے کے لیے رکھا ہی نہیں جاتا۔ سر عام سڑکوں پر، بازاروں میں، پارکوں میں، ماں باپ اور اساتذہ کے سامنے، قانون کے محافظوں کے سامنے، غرض ہر جگہ باہم ملاپ اس طرح کیا جاتا ہے جس طرح کتے یا سور بغیر کسی جھجک کے سب کچھ سب کے سامنے کر لیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوط تعلیم ایک معاشی سہولت:

مخلوط تعلیم کے حامی یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ ایک غریب ملک میں الگ الگ ادارے قائم کرنے سے ملکی خزانے پر بوجھ پڑے گا۔ لہٰذا سہولت اسی میں ہے کہ تعلیمی ادارے مخلوط ہوں۔

○ جس ملک میں صدر یا وزیراعظم ایک کھانے پر ۵ لاکھ صرف کرتا ہو، جہاں فلک بوس عمارات بنانے کی دوڑ لگی ہو، جہاں آئے روز غیر ملکی اور غیر ضروری تقریبات پر اربوں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہو، جہاں ناچ رنگ پر کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہو۔ وہاں خواتین کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم کرنے سے بھلا کون سی آفت آ جائے گی؟

اگر عورتیں ملک کی آبادی کا نصف حصہ ہیں اور کسی سکول میں ۳۰۰ لڑکیاں اور ۳۰۰ لڑکے پڑھ رہے ہیں اور مزید بچوں کے داخلے کی بھی گنجائش نہیں جب کہ چھ سو بچے مزید داخلہ ملنے کا انتظار کر رہے ہیں تو اس صورت نیا مخلوط سکول کھولنے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ عورتوں کا الگ اسکول کھول کر عورتوں کو الگ پڑھایا جائے اور مردوں کو الگ۔

خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے:

کہا جاتا ہے کہ مخلوط تعلیمی ماحول میں نوجوانوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ آیئے! پہلے یہ دیکھیں کہ خود اعتمادی کی تعریف کیا ہے؟

○ خود اعتمادی کا مطلب ہے جو سوچ فکر اپنا لی جائے، جس فکر کی بنیاد اور عزم کے سہارے عمل کی عمارت اٹھانے کا فیصلہ کر لیا جائے اس پر ڈٹ جائیں اور اپنے موقف کی سچائی کی پاس داری ہر صورت، ہر جگہ، ہر حال میں کریں۔ یہی سبق ایک مسلمان کو اسلامی فکر عطا کرتی ہے۔ جب اسلام کو اپنا دستورِ زندگی بنا لیا، اسے اپنا دین مان لیا تو اب اس کی سچائی اور اس کے اصولوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحفظ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دینا ہی خود اعتمادی ہے۔

دورِ حاضر میں جس خود اعتمادی کا ڈھونڈرا پیٹا جا رہا ہے اس کا مفہوم مندرجہ بالا تشریح سے بہت متضاد ہے۔

اگر خود اعتمادی کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر آدمی اپنے موقف کو سلجھے ہوئے طریقے سے کھل کر دوسروں پر بیان کرے، چاہے سامنے والا مرد ہو یا عورت، دوست ہو یا دشمن، واقف ہو یا اجنبی تو یہ ایک خوبی ہے اور یہ خوبی ایک فرد سے مخلوط ماحول چھین لیتا ہے اور نوجوانوں کی جنس سے مغلوب ہو کر صنفِ مخالف کے سامنے ہیجان کے زیرِ اثر تیزی سے گردش کرتے ہوئے خون اور تیز سانسوں کے ساتھ ہکلا ہکلا کر..... یا خوشامدی انداز میں بات کرنا سکھاتی ہے۔ جب کہ اپنے ہم صنفوں میں زیادہ وقت گزارنے والے نوجوان ہوں یا دوسرے عام لوگ، سب میں یہ اعتماد ہوتا ہے کہ وہ اپنا موقف ڈٹ کر بیان کریں کیونکہ وہ جنسی ہیجان سے مغلوب ہو کر دوسروں سے بات کرنے کا بہانہ نہیں ڈھونڈتے بلکہ حقیقت میں انہیں بات کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا ان میں احساسِ کمتری، بوکھلاہٹ یا ہکلاہٹ وغیرہ کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔

اگر خود اعتمادی کا مطلب یہ ہے کہ صنفِ مخالف سے کھل کر کسی جھجک اور حیا کے بغیر Sex کے موضوع پر بات کرنا، اپنی شادی کے بارے میں اظہارِ رائے کرنا، ایک دوسرے کو دل کی دھڑکنوں کا حال سنانا، صنفی دلچسپی سے وابستہ کسی اور موضوع پر گفتگو کرنا اور جان بوجھ کر اسے طول دینا، متعلقہ موضوع کے بارے میں معلومات اور لفاظی کا رعب ڈالنا، ایک دوسرے کے سامنے معیوب حرکات کرنا ہی ہے تو اس کا نام خود اعتمادی نہیں، جنسی مغلوبیت ہے۔ جس میں نوجوان کیا بوڑھے بھی اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس کا نام خود اعتمادی نہیں ارتکابِ فحش ہے۔ جس سے بچنے کی رب اکبر نے سخت تاکید کی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام:۱۵۲)

''اور بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ پھٹکو چاہے کھلی ہو چاہے چھپی۔''

اگر خود اعتمادی اس کا نام ہے کہ فرد کو اپنے آپ پر یہ بھروسہ ہو کہ وہ جنسِ مخالف کے سامنے جا کر بھی صنفِ مخالف سے مرعوب نہیں ہوتا اور ضرورت پڑنے پر اس سے شریفانہ طریقے سے بات کر سکتا ہے تو یہ خود اعتمادی لائقِ تحسین ہے لیکن اس خود اعتمادی کے لیے صنفِ مخالف کی ہم نشینی اختیار کرنے کی بجائے اس سے کنارہ کرنا ضروری ہے ورنہ خود اعتمادی چکنا چور ہو جائے گی۔ اسی خدشے کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تلجوا علی المغیبات فان الشیطن یجری احدکم مجری الدم۔

''جن عورتوں کے محرم مرد پاس نہ ہوں ان کے پاس مت جاؤ کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔'' (ترمذی)

اگر خود اعتمادی اس دعوے کا نام ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتا یا میں صنفِ مخالف کی طرف میلان ہی نہیں رکھتا، تو یہ فریبِ نفس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ گناہ سے بچنے کے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے رحم کے کسی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا سمیت اپنے نفس کے۔ گناہ سے بچنے کی توفیق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خود اعتمادی کا یہ زعم شرک کی حدود میں داخل ہے اور اس زعم سے اپنے آپ کو رہا کرانا ایک مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ یوسف علیہ السلام جیسے عظیم و جلیل نبی نے بھی فرمایا تھا:

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (یوسف:۵۳)

''اور میں اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس برائی ہی پر اُکساتا رہتا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کی بیان کردہ سچائیوں کی معترف پوری دنیا ہے، چاہے شعوری طور پر وہ قرآن حکیم کا انکار ہی کیوں نہ کرے۔ ایک امریکی خلاباز فرینک بورمین (Frank Borman) نے اس کا اعتراف اس وقت کیا جب اسے خلائی گاڑی میں ایک خلاباز عورت کے ساتھ پرواز کرنا پڑی۔ مسٹر بورمین نے کہا:

Having Woman an space. Craft was okey Except would be upsetting to pot a Male a Female Too close togather for a long time.

''خلائی اڑان میں ایک عورت کا جانا اچھا ہے لیکن مرد اور عورت کا اتنا طویل وقت ایک ساتھ گزارنا ابتری اور فتنے کا باعث ہوگا۔'' (خاتونِ اسلام از وحید الدین خاں ص:۸۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم وتربیت کا فطری اصول

تعلیم وتربیت حاصل کرنے کا فطری اصول صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنے ہم صنفوں کے ساتھ رہ کر سیکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک صنف کی نفسیاتی، معاشرتی اور مذہبی ضروریات تھوڑے سے فرق کے ساتھ یکساں رکھی ہیں، جب کہ صنفِ مخالف کے درمیان ان چیزوں میں نمایاں فرق موجود ہے۔ دونوں کی جسمانی ساخت الگ الگ ہے۔ آواز، حلیہ، داعیات حتیٰ کہ زبان جسے دونوں صنفیں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے بولتی ہیں اس میں دونوں کے لیے ضمیریں الگ الگ ہیں، یہ ایک ایسا لسانی فرق ہے جسے کبھی مٹایا نہیں جا سکتا۔

ذرا اس تعلیم گاہ کا ماحول نظر میں لائیے جہاں لڑکے لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

لڑکا قمیض اتار کر صرف بنیان یا انڈرویئر پہن کر تیراکی کر رہا ہوگا، چہل قدمی کر رہا ہوگا، مطالعے یا کسی اور کام میں مصروف ہوگا تو کیا لڑکی بھی اسی طرح اپنی قمیض اتارے گی؟

جب لڑکا تنہا ہوگا تو اسے یہ خدشہ نہیں ہوگا کہ کوئی لڑکی یا عورت مجھ پر قابو پا کر میرے جامۂ عصمت کو چاک کر دے گی لیکن لڑکی تنہا ہو یا نامحرم مردوں میں، اسے مسلسل یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ مرد اسے دبوچ کر اس کی عصمت تار تار نہ کر دے۔

اگر مرد عورت کے ساتھ کچھ کر گزرے تو وہ بھاگ سکتا ہے، اپنے آپ کو لاتعلق ظاہر کر سکتا ہے، اپنے فعل کا انکار کر سکتا ہے لیکن عورت نہ بھاگ سکتی ہے، نہ انکار کر سکتی ہے کیونکہ طبی تحقیق اس کا راز کھول دے گی ورنہ حمل کی صورت اس کے ساتھ ایک ایسا جیتا جاگتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبوت ہوگا جس کی وجہ سے وہ تاحیات تردید نہیں کر سکے گی۔

لڑکی کو کسی جگہ پر ایام شروع ہو سکتے ہیں۔ ایسے میں اسے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے کچھ سامان بھی درکار ہوگا اور پردے میں تنہائی کی جگہ بھی لیکن لڑکے پر تو یہ صورت طاری ہی نہیں ہوتی لہٰذا وہ اس سے متعلقہ مسائل سے بھی فارغ الذہن ہوگا۔

جن دنوں لڑکی مخصوص ایام سے گزر رہی ہوگی، اس کا جسم سست، دماغ تھکا تھکا، کمر میں درد، معدے میں گرانی اور طبیعت میں غصہ اور چڑچڑا پن ہوگا۔ اس کا ایک جگہ بیٹھ جانے کے بعد اٹھنے کو جی ہی نہیں چاہے گا۔ ایسے میں لڑکی ورزش میں، پریڈ میں، بھاگ دوڑ میں، سبق یاد کرنے میں، کلاس روم کے اندر آنے جانے میں کسی لڑکے کا مقابلہ کیسے کر سکے گی؟

لڑکی چاہے کتنی آزاد ہو جائے بالآخر چولہا گرم کرنا ہی ہے، گھر سنبھالنا ہے، شوہر کی خدمت کرنا ہے، بچے جننے ہیں، ایسے میں مردانہ انداز میں سیکھی ہوئی تعلیم کیا فائدہ دے گی؟

حاصل یہ کہ دونوں اصناف کا فرق یہ تقاضا کرتا ہے کہ دونوں اپنے ہی ہم صنفوں میں رہ کر تربیت اور تعلیم حاصل کریں۔

جب ایک لڑکی لڑکیوں میں رہتی ہے تو وہ لڑکیوں کو دیکھ کر بہت سے ایسے معاشرتی آداب اور الفاظ سیکھ جاتی ہے، جنہیں عورت ہونے کے ناطے اسے اپنی معاشرتی زندگی میں برتنا ہوتا ہے، یہی حال ایک لڑکے کا ہے وہ اپنے ہم صنفوں میں رہ کر بغیر کسی محنت کے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب کہ دونوں صنفوں کے ایک ہی جگہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے سے نہ لڑکا مردانہ عادات واطوار سیکھ پاتا ہے اور نہ لڑکی نسوانی آداب و سلیقے سے اپنے آپ کو آراستہ کر سکتی ہے۔ اس کے برعکس وہ غیر شعوری طور پر ایک دوسرے کی عادات اپناتے چلے جاتے ہیں۔

کالج میں مخلوط تعلیم حاصل کرنے والی لڑکی دفتر میں ملازمت کر سکتی ہے، بہترین ایتھلیٹ ہو سکتی ہے، وہ ماڈلنگ کر سکتی ہے، گا بجا سکتی ہے، فیکٹری میں کام کر سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجنیئر ،ڈاکٹر ،کلرک ،لیڈی پولیس ،میئر ،کونسلر ،ایم این اے ،سینیٹر ،وزیراعظم بن سکتی ہے۔وہ گاڑی اور موٹر سائیکل چلا سکتی ہے۔گھر گھر پہنچ کر سروے کرنے یا کسی فیکٹری کی مصنوعات متعارف کروانے کے لیے جا سکتی ہے۔وہ نرس اور ائیر ہوسٹس بن سکتی ہے۔

لیکن اسے روٹی اور سالن پکانا نہیں آتا ،کپڑے اور برتن دھونا نہیں جانتی ،کھانا سلیقے سے پیش نہیں کر سکتی ،کپڑا اچھٹ جائے یا ادھڑ جائے تو اسے مرمت نہیں کر سکتی ،اپنے گھر میں جھاڑو دینے میں عار سمجھتی ہے ،بچوں کو نہلا دھلا نہیں سکتی ،انہیں دودھ نہیں پلا سکتی ،چند مہمان آ جائیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں ،گھر میں کوئی بیمار ہو تو اس کی تیمارداری نہیں کر سکتی۔وہ باہر کی تمام دنیا کو ڈیل کر سکتی ہے ان کے لیے وہ ''با اخلاق'' ہو سکتی ہے لیکن اپنے والدین ،دادا دادی ،نانا نانی ،بہن بھائیوں سے بات بات پر اڑتی اور لڑتی ہے ،وہ اپنی ساس سسر سے ،خاوند سے بھی اچھی طرح ڈیلنگ نہیں کر سکتی۔سلیقہ شعاری ،محبت ،محنت کرنے کی عادات ،وفا شعاری ،کفایت ،حسنِ اخلاق ،ایثار ،ہمدردی ،اپنے گھر کی چیزوں کی دیکھ بھال اور انہیں ضائع ہونے سے بچانے ،ضرورت کی چیزیں کم قیمت میں خود اپنے ہاتھوں سے تیار کر لینے کا جو ہنر آج سے چالیس پچاس سال پہلے کی عورت میں تھا ،آج اس کو مخلوط تعلیمی ماحول نے نگل لیا ہے۔اب ایسی باہنر عورت کم یاب ہوتی جا رہی ہے۔بقولِ شاعر ؎

قوم کی وہ بیٹیاں کہ جن کو بننا تھا بتول
مدرسوں میں سیکھتی ہیں ناچ گانوں کے اصول

(ماہر القادری مرحوم)

ادھر مرد میں بھی مخلوط تعلیمی ماحول کی وجہ سے مردانگی نہیں رہی۔آج کا مرد نہانے میں گھنٹہ گھنٹہ صرف کرتا ہے۔میک اپ کے لیے بیوٹی پارلروں میں جاتا ہے۔زیورات پہنتا ہے ،لڑکیوں کی طرح پھول دار کپڑے ،کڑھائی اور گوٹے والے لباس پسند کرتا ہے ،وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سڑکوں پر آوارہ گردی کرسکتا ہے، نرم و نازک لہجے میں باتیں کرنا، زنانہ چال چلنا اسے آتا ہے۔ گویا وہ ایک زنخہ ہے لیکن وہ مرد بن کر اپنے خاندان کی ناموس، اپنے گھر کے وقار، اپنی اخلاقی اقدار، اپنے دینی ورثے، اپنے علمی اثاثے کی حفاظت کرنے میں کام چور اور کمزور ہے۔ آج کا مرد اسمبلی میں جا کر ہاتھ نچا نچا کر ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرسکتا ہے۔ بازاری عورتوں کی طرح گھٹیا زبان استعمال کرسکتا ہے لیکن وہ اپنے ملک اور دین کے دفاع کے لیے ایک گولی تک چلانا نہیں جانتا۔ آج کا مرد اپنی معشوقہ کے ناراض ہوجانے پر اسے پاؤں پڑ کر منوا سکتا ہے، اس کے لیے آسمان سے تارے توڑ لانے کے دعوے کرتا ہے۔ اس کی ہر خوشی کو پورا کرنے کے لیے رشوت لیتا اور ڈاکہ ڈالتا ہے لیکن جب اس کی بیوی، بہن، بیٹی، کی طرف کسی کی میلی آنکھ اٹھے تو وہ اس کو پھوڑ نہیں سکتا جس کی وجہ ہمارا مخلوط ماحول ہے۔

ہم صنف اساتذہ ہی بہترین اساتذہ ہیں:

نصابی تعلیم کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی مرد مردوں سے اور عورت عورتوں سے ہی اچھی طرح سیکھ سکتی ہے۔ کیونکہ عورت عورت سے کھل کر کسی مسئلہ کے بارے میں جان سکتی ہے۔ سوالات کرسکتی ہے، دونوں ایک دوسری کے فطری تقاضوں اور صنفی ضروریات سے واقف ہوتی ہیں۔ جذبات کی پہچان ہوتی ہے، دونوں کے کئی مسائل یکساں ہوتے ہیں، دونوں کے مزاج کے کئی پہلو ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک عورت استاذ، لڑکی یا عورت کو اچھے طریقے سے پڑھا سکتی ہے۔

اسی طرح مرد اساتذہ سے لڑکے بہترین انداز سے اخذِ تعلیم کرسکتے ہیں۔ کیونکہ دونوں مرد ہیں، دونوں کی جسمانی ضروریات ایک، دماغی ذہانت و ساخت ایک اور معاشرے میں ایک جیسا کردار ادا کرنے کی پابندی عائد ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں مخلوط معاشرے سے اجتناب

مخلوط تعلیم کا جواز پیش کرنے والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مرد اور عورت میں بلحاظ جنس یا بلحاظ صلاحیت کوئی فرق نہیں لہٰذا وہ ان میں ستر و حجاب کے بھی قائل نہیں لیکن رب العالمین نے دونوں میں اس قدر نمایاں فرق رکھا ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجنبی مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے دور دور رکھنے کے لیے ہر سطح پر دونوں کے درمیان حدیں کھینچ دی ہیں جنہیں توڑنا ربِّ واحد کی نافرمانی اور اس کے احکامات سے بغاوت ہے۔

دین کی تعلیم مرد اور عورت دونوں کے لیے ضروری ہے لیکن ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کر کے مردوں سے الگ دن لیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم۔ صحیح مسلم کتاب البر واصلہ) اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے اکٹھے رہ کر تعلیم حاصل کرنے سے کئی پیچیدہ مسائل جنم لیتے ہیں۔

تقریبات و اجتماعات میں بھی عورتوں اور مردوں کے الگ الگ رکھنے کا انتظام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عید کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے مجمع کی طرف آئے اور انہیں صدقہ کی ترغیب دی۔ (دیکھیے صحیح بخاری، کتاب العیدین)

نماز ایک بنیادی اور اہم عبادت ہے جو مردوں پر مساجد میں ادا کرنا فرض ہے لیکن عورتوں پر فرض نہیں ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن کیسے؟ عورت نہ تو خوشبو لگائے، نہ میک اپ کرے، نہ صاف اور خوب صورت کپڑے پہنے، اور پورے جسم، زیور اور مہندی انگوٹھی وغیرہ کو ایک بڑی چادر سے اس طرح چھپالے کہ سوائے ہاتھ اور ایک آنکھ کے کوئی حصہ اس چادر سے باہر نہ رہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتیں مساجد میں آنا چاہیں تو انہیں نہ روکو لیکن وہ ترکِ زینت کے ساتھ مساجد میں آئیں۔ (سنن ابی داؤد، مسند شافعی، مسند احمد)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجالس سے گزرتی ہے وہ ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الرجل)

صرف یہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عورت نماز پڑھنے مسجد میں آجائے تو فرمایا:

''مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اور سب سے بری صف آخری صف ہے (جب کہ پیچھے عورتوں کی صفیں ہوں) اور عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے اور سب سے بری پہلی صف ہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا.....: ۴۴۰)

جب نماز ختم ہوتی تو عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرتے ہی اٹھ کر اپنے گھروں کو چل دیتیں (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

جو مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں ہوتے انہیں تاکید تھی کہ وہ تب تک پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں اور نہ نماز کی جگہ سے اٹھیں جب تک عورتیں اپنے اپنے گھروں کو نہ چلی جائیں۔ (دیکھیے صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی کا ایک دروازہ صرف عورتوں کے لیے مختص کر دیا تاکہ مردوں سے خلط ملط نہ ہوں۔ (ابوداؤد طیالسی، فتاویٰ خواتین اسلام ص: ۸۳۹)

عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسجد میں تراویح کے لیے بھی عورتوں کا مردوں سے الگ الگ انتظام کیا گیا۔ (المحلی، ۳/۱۹۳ بحوالہ فقہ عمر ص: ۲۷۵، عنوان حجاب) اسی طرح عورتوں کے لیے وضو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جگہیں بھی عمر رضی اللہ عنہ نے الگ الگ کر دیں۔ (فقہ عمر ص: ۵۹۸)

زوجہ ابوحمید ساعدی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کا جی چاہتا ہے کہ وہ ہر نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں مسجد میں ادا کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تحسین کی لیکن فرمایا: تمہارا گھر کے اندرونی حصے میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور حجرے میں نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا گھر کے برآمدے میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (مسند احمد: ۶/۳۷۱، ابن خزیمہ، ابن حبان، امام حاکم، بحوالہ پردے کی شرعی حیثیت از مولانا مبشر احمد ربانی)

غور کیجیے جب نماز کی ادائیگی کے لیے اس قدر پابندیاں ہیں اور یہ تاکید ہے کہ عورت گھر ہی میں نماز ادا کرے تو پھر دینوی تعلیم کے لیے کالجوں اسکولوں میں مردوں کے ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنا اسلام کی نظر میں کیسے درست ہو سکتا ہے۔؟

ایک بار عورتیں نماز پڑھ کر نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مرد اور عورت باہم خلط ملط ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

فاستأخرن فإنّه ليس لكنّ أن تحقّقن الطّريق عليكنّ بحافات الطريق۔

''تم پیچھے ہو جاؤ، تمہارے لیے راستے کے درمیان چلنا مناسب نہیں، تم راستے کے کنارے پر چلو۔''

اس حکم کے بعد عورتیں دیواروں سے لگ کر چلا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کی چادریں دیواروں کے ساتھ اٹک جاتی تھیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مشاء النساء مع الرجال الطریق)

حج ایک ایسا اجتماع ہے جس میں خلط ملط ہونے سے بچنا ناممکن ہے لیکن وہاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابندی یہ ہے کہ عورت مردوں سے ہٹ کر طواف کرے اور ہجوم کی وجہ سے حجرِ اسود تک پہنچ کر بوسہ دینے کی کوشش نہیں کرے گی۔

عورت کی طرف سے اجازت ہے اس کا محرم ہی رمی جمار کر لے۔ نیز نقاب کا کپڑا اور دستانے استعمال کرنا اس کے لیے حالتِ احرام میں ممنوع ہے لیکن چادر کے پلو سے اپنے چہرے کو غیر مردوں سے ڈھانپ کر رکھے گی۔

جہاد عورت پر فرض نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں غیر مردوں سے عورت کو واسطہ پڑتا ہے۔ نیز عورت پر پابندی ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی۔

عورت کا نکاح اس کی زندگی کا اہم معاملہ ہے لیکن اس میں بھی وہ مردوں کی مجلس میں سامنے نہیں آتی بلکہ اس کی طرف سے اس کے ولی کو مجلسِ نکاح میں بیٹھ کر تمام امور ادا کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔

اگر عورت پر کوئی مقدمہ بن جائے یا عدالت میں اس کی ضرورت پڑ جائے تو اسے عدالت میں نہیں بلایا جائے گا بلکہ قاضی خود اس کے پاس جائے گا اور عورت کے محرم کی موجودگی میں اس سے بیان لیا جائے گا۔

(دیکھیے صحیح بخاری، کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ۔ مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا)

اگر عدالت میں بلا ہی لیا جائے تو فقہائے اسلام نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ قاضی عورت کے لیے مردوں سے الگ جگہ پر عدالتی مجلس قائم کرے گا۔

(الاحکام ص: ۳۲۳ از ابوالعباس احمد بن ادریس قرآنی)

عام مجالس میں بھی مردوں کا عورتوں میں بیٹھنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میرے گھر میں شیطان میرا ہم نشین ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی نامحرم عورت میری ہم نشین بنے۔ (آثارِ ابی یوسف بحوالہ فقہ عبداللہ بن مسعود ص:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰۶

ایک شخص عورتوں کے درمیان بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہاں سے ایک آدمی گزرا، تو اس شخص کو اس حرکت پر مارا۔ وہ شخص مقدمہ لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مارنے والے شخص کو کوئی سرزنش کی نہ سزا دی اور جسے مارا گیا تھا اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا تو سمجھ لے کہ اللہ کے نگران نے تجھے دیکھ لیا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۷/ ۱۳۷، فقہِ عمر، عنوان حجاب ص: ۲۷۵)

غرض اسلام کے ہر حکم سے یہ بات پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی کام میں کسی بھی موقع پر اجنبی مرد اور عورت کو اکٹھا ہونے کی اجازت نہیں بلکہ الٹا سختی سے ممانعت ہے۔

ان سب احکامات کے بعد یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں مخلوط تعلیم کا جواز ہے یا یہ کہ مخلوط تعلیم کوئی ہلکا گناہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تلجوا على الْمغيبات فإنّ الشيطٰنُ يَجْرِيْ احدُكم مجرى الدّم۔

''جن عورتوں کے پاس ان کے محرم موجود نہ ہوں، ان کے پاس مت جاؤ کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

(مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، سنن ترمذی، کتاب النکاح)

(مخلوط معاشرے سے اجتناب کی کیا کیا صورتیں اور تاکیدیں ہیں اس کے لیے دیکھیے کتابچہ ''مخلوط معاشرہ اور اسلام'' مطبوعہ مشربہ علم وحکمت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس چہ باید کرد

اس وقت پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم رائج ہے جب کہ اکثر ابتدائی اور ثانوی اسکولوں میں بھی مخلوط تعلیم ہے۔ نصاب تعلیم، انتہائی شرم ناک حد تک گمراہی و آوارگی پر ابھارنے والا ہے، اساتذہ مرد ہوں یا عورتیں طلبہ کو دین بیزاری اور بے حیائی سکھانے اور ایسے افعال کی حوصلہ افزائی کرنے میں پیش پیش ہیں۔ جو طلبہ و طالبات اسلامی اقدار کے حامل، ستر و حجاب کے پابند اور نماز کی پاسداری کرنے والے ہیں، انہیں ہر ادارے میں اور ہر جگہ نشانہ تضحیک بنایا جاتا ہے۔

- ابھی سے داڑھی رکھ لی، تم تو نوجوان ہو، خواہ مخواہ بابے نظر آتے ہو
- ارے حجاب! جیسے کوئی نقاب پوش ڈاکو ہو، چھوڑو پرے، بالکل اچھا نہیں لگتا
- حجاب پیشہ کرنے والی عورتیں کرتی ہیں۔ استغفر اللہ! میں تو کبھی نقاب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔
- پردہ تو دل کا ہوتا ہے، حیا آنکھ میں ہونی چاہیے۔ یہ مُلّا کا مسلط کردہ نقاب اتار پھینکو۔
- ارے یار! کمال ہے تمہیں رقص اور میوزک سے کوئی لگاؤ نہیں یہ تو زندہ دلی کی نشانی ہے۔ گانا سننے سے اسلام خطرے میں نہیں پڑتا، فکر مت کرو۔
- بڑے شرمیلے ہو تم، بھلا لڑکیوں سے کیا ڈرنا، انجوائے کیا کرو

افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ اکثر حجاب کرنے والی طالبات کو ممتحن حضرات فیل کر دیتے ہیں۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور دیگر کئی کالجوں میں سالوں ایسا ہوتا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی گزشتہ دنوں خبر آئی ہے کہ او لیول کے پیپر دینے کے لیے جب ایک لڑکی حجاب کے ساتھ کمرہ امتحان میں گئی تو ممتحن نے اس کا نقاب اتروا دیا۔

شناختی کارڈ پر جس بچی کی تصویر نہ لگی ہو اسے بھی امتحانی کمرہ میں نہیں بٹھایا جاتا اِلّا یہ کہ وہ تصویر اتروا کر بورڈ سے تصدیق نہ کروا لے۔

چونکہ اساتذہ بھی دین پسند طلبہ و طالبات سے نفرت کرتے ہیں اس لیے تعلیمی اداروں کی غیر نصابی سرگرمیوں میں انہیں بہت کم حصہ لینے کا موقع ملتا ہے۔ نیز وہ خود بھی بہت سی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتے کیوں کہ ان میں اسلامی شعار کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور جو اسلام پسند طالب علم سامنے ہو اسے بار بار طنز کیا جاتا ہے۔ یوں بھی غیر نصابی سرگرمیوں میں میوزک، رقص، ہلا گلا، لڑکے لڑکیوں کی باہم چھیڑ چھاڑ، لڑکیوں کے رنگ برنگ لباس اور فل میک اپ! ایسے میں ایک باحیا اور باحجاب طالب علم بھلا کیسے شمولیت کر سکتا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ دین پسند طلبہ کے لیے ہر طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں تاکہ کسی بھی کام میں نمایاں پوزیشن حاصل نہ کر سکیں۔

جو طلبہ شوخ و شنگ، بے باک، کھلنڈرے، آوارہ اور دین بیزار ہوتے ہیں وہ اساتذہ کے بھی منظورِ نظر ہوتے ہیں اور پورے ادارے میں بھی ہر دل عزیز، معاشرے میں بھی پسندیدہ اور بعض حالات میں والدین کے بھی چہیتے۔

مخلوط تعلیم اور والدین کی پریشانیاں:

تعلیمی اداروں کی اس صورتِ حال میں اکثر اوقات دین پسند والدین اور طلبہ کے لیے سخت مشکلات ہو چکی ہیں۔ جو والدین صاحبِ دین ہیں اور اپنے بچے کا دین محفوظ بھی رکھنا اور دیکھنا چاہتے ہیں وہ بچوں کو تعلیم کے لیے کہاں بھیجیں؟

اگر وہ بچے کو ان تعلیمی اداروں میں نہیں بھیجتے یا یہ تعلیم نہیں دلاتے تو ان کا بچہ زندگی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے، اس کی صلاحیتیں نکھر اور ابھر کر سامنے نہیں آتیں اور اگر انہی اداروں میں بھیج دیتے ہیں تو دین اور حیا کی دولت لٹنے کا خطرہ مسلسل منڈلاتا رہتا ہے۔

اس وقت ہمارے معاشرے میں موجودہ تعلیمی اداروں میں بچوں کو بھیجنے کے بارے میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) وہ والدین جنہوں نے اس ماحول کو جوں کا توں دل سے قبول کرلیا ہے وہ اپنے بچے بغیر یہ دیکھے کہ دینی اقدار یا اخلاقی تربیت کا کچھ لحاظ ہے یا نہیں بچوں کو ایسے اداروں میں بھیج رہے ہیں جہاں فیس بھی چار چار ہزار سے کم نہیں اور دیگر اخراجات بھی کافی زیادہ ہیں لیکن اس کی پرواہ نہیں۔ ان کا بچہ خالص عیسائی بن جائے یا یورپیا۔

(۲) کچھ والدین دین پسند تو ہیں نصابِ تعلیم، طریقِ تعلیم، اور تعلیمی اداروں کے ماحول سے بھی نالاں لیکن انہوں نے اس سے سمجھوتہ کرلیا ہے وہ اسے مجبوری کہہ کر خود کو تسلی دے لیتے ہیں۔

(۳) بعض والدین بچوں کو بادلِ نخواستہ ان اداروں میں بھیج دیتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ بچے کے حالات، اس کے دوستوں اس کی مصروفیات پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ ان کی سر توڑ کوشش ہوتی ہے کہ ان کے بچے پر کالج کی دین بیزاری، الحادیت اور آوارگی اثر انداز نہ ہو سکے۔

(۴) بعض والدین کا خیال تو یہ ہوتا ہے کہ بچے کو لادینی اور بے حیائی سے بچانے کی کوشش کریں گے لیکن انہیں پتا بھی نہیں چلتا اور لادینیت و آوارگی کا ریلا ان کے لختِ جگر کو اپنے ساتھ بہالے جاتا ہے۔

(۵) بعض والدین بچوں کو پرائیوٹ پڑھانے پر اکتفا کر لیتے ہیں، تاکہ بچہ بیرونی اثرات سے بچا رہے ایسے والدین انی ہزار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) کچھ والدین بچے کو دینی مدارس میں بھیج دیتے ہیں۔ایسے والدین کی تعداد تقریباً ۵ فیصد ہے۔

کوششیں اپنی جگہ اور کوشش کا اجر اللہ تعالیٰ سے ان شاء اللہ حاصل بھی ہو گا لیکن الحادیت، مادیت، بے حیائی کا ریلا اس قدر تیز وتند ہے کہ ہر چیز خس وخاشاک کی طرح اس میں بہتی چلی جارہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تمام تر تحفظات اور احتیاط کے باوجود بچے ماحول کی خباثت کو قبول کرتے چلے جارہے ہیں۔ہاں جس پر اللہ کا خصوصی کرم ہو وہ انتہائی برے، گندے، بے خدا، دین بیزار ماحول میں بھی کندن بن کر نکلتا ہے لیکن یہ استثناء ہے عموم نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ معاشرہ چاہے کتنا ابتر ہو چکا ہو اگر والدین کو دین پسند اساتذہ ملیں، تعلیمی اداروں میں شرافت اور حیا کا آئینہ دار ماحول ملے، ستر وحجاب کی فضا برقرار رکھی جائے، لڑکے لڑکیوں کا اختلاط بند کر دیا جائے تو تمام والدین سکھ کا سانس لیں گے اور اس پر خوش ہوں گے اور مطمئن بھی کہ ان کا بچہ اچھے ماحول میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔صرف وہی والدین ایسے ماحول کی مخالفت کریں گے جو این۔جی۔اوز اور مغربی آقاؤں سے اپنی بے راہروی اور دین کی مخالفت پر مبنی خدمات کا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔

کیا ان اداروں میں بچوں کو بھیجنا مجبوری ہے؟

جو والدین اور طلبہ موجودہ ماحول سے بیزار ہیں اور آئے روز تعلیمی اداروں میں ہونے والی شرمناک وارداتوں کے بارے میں سنتے رہتے ہیں اور اس پر کڑھتے بھی ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ پھر آپ نے بچوں کو ان اسکولوں میں کیوں بھیجا تو وہ کہتے ہیں کہ کیا کریں مجبوری ہے۔

شریعت مجبوری صرف اس صورتِ حال کو قرار دیتی ہے جب جان جانے کا خطرہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور کی تعلیم حاصل نہ کرنے سے جان جانے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ والدین اگر اس مجبوری کا حل تلاش کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ یہ دل سے جان لیں اور مان لیں کہ نصابِ تعلیم، طریقِ تعلیم اور اساتذہ اور تعلیمی اداروں کا ماحول سب اس قابل ہے کہ اسے کُلّی طور پر مسترد کر دیا جائے اور یہ کہ بچے کو اوسطاً ۲۵ سال تک ان اداروں میں جیک اینڈ جل اور مسٹر چپس جیسی تحریریں رٹاتے رہنے اور لاکھوں روپے سالانہ ان اداروں کے بھینٹ چڑھانے اور بچوں کی دینی اقدار کو داؤ پر لگا دینے کا روزِ آخرت اللہ کے ہاں کیا جواب دیا جائے گا؟

جب ۲۵ سال گناہ در گناہ اور اللہ کی نافرمانی میں بچہ غرق رہے گا تو پھر یہ توقع کہ اس کی آخرت سدھر جائے گی خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ بہر حال اس وقت اس صورتِ حال کو کم از کم حد تک لانے کی چند تجویزیں ہیں جن پر معدودے چند والدین پہلے سے ہی کاربند ہیں۔

- بچوں کو پرائیوٹ پڑھا کر امتحان دلایا جائے، تعلیمی اداروں کے ماحول اور اساتذہ سے تو کم از کم نجات ملے گی۔
- جتنی فیس اسکول کو ادا کرنا ہے، کسی نیک صاحبِ دین ٹیوٹر کو دے کر بچے کو پڑھوایا جا سکتا ہے۔
- اجتماعی ماحول پیدا کرنے کے لیے دین پسند والدین مل کر کوئی جگہ اور کوئی صاحبِ دین استاد تلاش کریں۔
- اوپن یونیورسٹیوں سے گھر بیٹھ کر پڑھایا جائے۔
- اپنی مدد آپ کے تحت ایسے پرائیوٹ ادارے کھولے جائیں جو دینی اقدار کی پاس داری کرنے والے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیکاٹ کا حربہ:

کسی برائی کو جڑ سے اکھیڑنے کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والوں کو اگر سمجھانے سے بات نہ بنے تو ان سے مقاطعے کا راستہ اختیار کیا جائے۔ اصحابِ سبت کا واقعہ قرآنِ حکیم میں اس کی واضح دلیل ہے۔ جنھوں نے مقاطعہ کیا اور سمجھایا وہ نجات پا گئے اور جنھوں نے ٹھنڈے پیٹوں اللہ کی نافرمانی کو برداشت کر لیا وہ خود بھی نافرمانی کرنے والوں کے ساتھ عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔

گزشتہ ۲۵ سالوں پر محیط گردوپیش کے حالات اور تعلیمی اداروں کی صورت کو سامنے لائیے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے پہلے ٹی وی، پھر ڈش انٹینا، پھر کمپیوٹر گیمز، انٹرنیٹ، کیبل اور اب سیل فون گھر گھر چھا گئے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے لڑکیوں کے بال کٹ گئے، شلواروں کی بجائے پنڈلیوں تک تنگ پاجامے آ گئے، بازو پورے تنگ ہو گئے، سینہ و گردن دعوتِ نظارہ دینے لگے، بوڑھے ماں باپ کو ایک آفت سمجھ کر دور کرنے کی ترکیبیں سوچی جانے لگیں: کلاشنکوف کی گولی لگنا اور مارنا ایسے ہو گیا جیسے ٹافی کھانا اور کھلانا، سڑکوں پر فحش اشتہارات کی قہر بار بدلیاں چھا گئیں، نصابِ تعلیم میں آیاتِ جہاد، سیرتِ صحابہ و صحابیات اور اسلامی اقدار پر مشتمل جو چند ایک تحریریں ہوتی تھی وہ بھی نکال دی گئیں، لڑکیوں کے گھر سے بھاگنے اور بھگانے کا کھیل عام ہو گیا، عدالتوں نے مغربی قانون کو قبول کر کے اسلامی قوانین کو مسترد کرنے کا مکارانہ کھیل جاری رکھا، آغا خان بورڈ کے حوالے نظامِ تعلیم کر دیا گیا۔ کانونٹ اسکولوں کی بھرمار ہو گئی، آکسفورڈ اور کیمبرج جو عیسائی یونیورسٹیاں ہیں ان کا طریقِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کا حصول ہر طبقے کی خواہش بن گیا۔ لیکن ہوا کیا؟

چند دن اخبارات میں بیان آئے، بے جان سے احتجاج ہوئے، ایک دوسرے سے باہم گلہ شکوے کر کے دکھ ہلکا کر لیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ کیا اس سے کچھ مثبت تبدیلی آئی، شنوائی ہوئی؟ اگر دین پسند حلقے واقعتاً ان تمام چیزوں کو دین اور ایمان کا رہزن سمجھتے ہیں تو اس کا علاج صرف ایک تھا اور اب بھی کیا جا سکتا ہے! اساتذہ استعفے دے دیتے، بچوں کو ان اداروں سے اٹھا لیا جاتا، نصاب نذرِ آتش کر دیا جاتا لیکن یہاں تو معاملہ یک سر الٹ ہے۔ جیسے جیسے تعلیمی اداروں یا دیگر اداروں میں بھی بے حیائی، الحادیت، دین بیزاری بڑھتی جا رہی ہے تیسے تیسے ان کے چاہنے والوں اور ان کو داوم و قیام مہیا کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یقین نہ آئے تو گزشتہ پانچ سالوں میں بے دین اداروں میں طلبہ کی تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا سروے کر کے دیکھ لیجیے اور پھر اس پر بھی غور کیجیے کہ دین پسند طبقوں نے بھی صلیبی تعلیمی اداروں، مشنری اسکولوں، او لیول اور اے لیول کروانے والے اداروں اور انگلش میڈیم سکولوں ہی کو اپنے بچوں کے لیے پسند کیا۔

جداگانہ تعلیمی اداروں کا قیام:

الحمدللہ! کچھ مثبت تبدیلیاں بھی ہوئیں۔ بہت سے اخلاقی اقدار کی پابندی کرنے والے مخلوط تعلیم کو ایک جرم سمجھ کر اسے اسکول بدر کرنے والے اور حجاب و حیا کی حوصلہ افزائی کرنے والے ادارے بھی کھلنے لگے ہیں، گو ان میں موجودہ دور کی بہت سی خرابیاں بھی موجود ہیں لیکن ان کا وجود اس وقت غنیمت ہے۔ المیہ تو یہ ہے کہ معاشرے نے ان کی پہچان کروانے میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا، دین پسند لوگوں نے بھی مشنری اسکولوں اور بیکن اسکولوں جیسے اداروں کو ہی پذیرائی بخشی۔

جب کہ ان حالات میں ایسے اداروں کو مالی اور عددی قوت مہیا کرنا بھی ایک نیکی ہے۔

بہت سے دین دار لوگ مختلف سکولوں کا سروے کرنے کے بعد بالآخر کسی الحادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے ہی کی گود میں بچے کو ڈال آئے۔ یہ کہہ کر کہ اخلاقی اقدار کے حامل یا کچھ دین پسند سکولوں کا معیار تعلیم ناقص ہے۔ ایسے میں ان کا بچہ اعلیٰ نمبر لے کر اعلیٰ ڈگری حاصل نہیں کر سکے گا اور اسے یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخلہ یا یورپی ممالک میں ملازمت نہیں مل سکے گی۔ یعنی نتیجہ اور سوچ پھر وہی مغربی یونیورسٹیوں اور مغربی ڈالروں تک رسائی کا خبط۔

والدین کا ایک اور مسئلہ:

والدین کو ایک پریشانی یہ بھی لاحق ہے کہ اگر ان کا بچہ ان مخلوط اور بے حیا اداروں میں پڑھے نہیں تو پھر وہ کیا کرے؟ اس کی مصروفیات کیا ہوں؟ اس کے پاس سوائے سڑک نوردی، ویڈیو گیمز، چیٹنگ، نشہ، سگریٹ کے اور کوئی بھی وقت کا مصرف نہیں ہوتا۔

یوں والدین کی یہ مجبوری بن چکی ہے کہ جب بچے نے اپنا وقت بے حیائی و بے دینی ہی کے ہتھے چڑھ کر ضائع کرنا اور اپنا اخلاق تباہ کرنا ہے تو وہ اسکولوں میں تعلیم حاصل کر کے مہذب طریقے سے اپنا وقت ضائع کرے۔ یوں بھی اسکول کی تعلیم میں بہر حال کچھ تحفظات یا معاشرتی حیثیت کے حوالے سے کچھ مثبت پہلو بہر حال موجود ہوتے ہیں۔

- یہ احساس کہ بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔
- بعض بچے واقعتاً تعلیم میں سنجیدہ ہوتے ہیں اور وہ ڈگری حاصل کر لیتے ہیں۔
- دنیوی تعلیم ہی سہی معاشرے میں تعلیم ہی کی بنیاد پر کسی کی عزت کا تعین کیا جاتا ہے۔
- دنیوی تعلیم سے کم از کم ''مہذب'' معاش کا انتظام ہونے کے امکانات ہوتے ہیں گو اس ''مہذب'' معاش میں سفارش، رشوت اور جھوٹ کا عمل دخل ہوتا ہے۔
- بچہ اعلیٰ انداز میں بات چیت کرنا اور اٹھنا بیٹھنا سیکھ جاتا ہے۔

ہماری سابقہ معاشرت میں بچوں اور نوجوانوں کو مصروف رکھنے کے حوالے سے والدین کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔ لڑکیاں کھانا پکانے، سینے پرونے، کپڑے دھونے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتن دھونے، گھر کی صفائیاں کرنے، گھر کے تمام افراد کے بستر بچھانے اٹھانے، عمر رسیدہ افراد کی خدمت (کنگھی کرنا، نہلانا، کھانا بنا کر دینا، ان کے پاس بیٹھ کر ان کا دل بہلانا، دبانا، دوا دینا وغیرہ) میں لگی رہتی تھیں۔

لڑکے سودا سلف لاتے، خواتین کو کہیں جانا ہوتا تو ساتھ لے کر جاتے، بجلی اور ہر قسم کی مشینری کی مرمت کا کام خود کرتے، لکڑی اور تعمیر کا کام بھی خود کرتے، والد کے ساتھ دکان پر بیٹھتے یا کھیتوں پر جاتے، والدہ، والد اور گھر کے معمر افراد کی خدمت کرتے۔ (دبانا، دوا دینا، ان کے جوتے پالش کرنے، ان کے پاس بیٹھ کر ان کا دل بہلانا) گھر میں آنے والے مرد مہمانوں کی تواضع لڑکوں ہی کی ذمہ داری ہوتی تھی۔ بلکہ ضرورت پڑنے پر وہ کھانے پکانے تک میں ماں باپ کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

دورِ حاضر میں حقیقی کام یا تو مشینوں کے سپرد ہو چکے ہیں یا بازار سے بنے بنائے، کیے کرائے درآمد کرنے کا رواج ہے۔ کپڑے درزی سے سلوائے جاتے ہیں جب کہ پہلے ہر قسم کی سلائی مردانہ زنانہ بچگانہ عورتیں خود کرتی تھیں۔ اب تو صوفوں اور تکیوں کے غلاف تک درزیوں سے سلوائے جاتے ہیں۔ بچوں کے پوتڑے دھونے کی بجائے نیپیاں آ گئیں۔ بچوں کے کپڑے سینے کی بجائے ریڈی میڈ کپڑوں کا رواج آ گیا۔ گھروں میں شربت بنانے کی بجائے بوتلوں اور جوس کے ڈبوں کا چلن ہے۔ صفائی کے لیے مشینیں ہیں۔ کھانا گھر میں پکانے کی بجائے پکا پکایا منگوانے یا ہوٹلوں پر جا کر کھانے کا رواج ہو گیا ہے۔ استری کرنے کے لیے ملازم ہیں۔ پیدل چلنے کی بجائے موٹر بائیک، کار اور لوکل بسوں ویگنوں نے مشکل آسان کر دی۔ دودھ جا کر لانے کی بجائے گھر پہنچانے کے لیے گوالا موجود ہے۔ رابطے کے لیے خطوط لکھنے اور بحوالہ ڈاک کرنے کی بجائے سیل فون ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ بستر اٹھانے اور چارپائیاں بچھانے کی بجائے ہر کمرے میں ڈبل بیڈ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچھے رہتے ہیں۔ سائیڈ ٹیبلوں پر ضرورت کی ہر چیز موجود ہوتی ہے۔ گھروں میں صابن بنانے اور بیسن یا دال اور لسی سے سر دھونے کے کھکھیڑ کی بجائے بنے بنائے شیمپو اور سرف۔ گھر میں سل بٹے یا دوری ڈنڈے سے مصالحے پیسنے کی بجائے پسے پسائے مصالحے مرچ نمک دستیاب ہیں۔ گھروں میں لحاف اور گدے بھروانے اور لگند نے کی بجائے بنی بنائی رضائیاں عام بک رہی ہیں۔ چارپائیاں بُنی بنائی جب کہ پہلے گھروں میں بنی جاتی تھیں۔ غرض ہر چیز جس حالت میں چاہیے مل جاتی ہے۔ گھروں میں کسی کام کرنے والی ماسی یا ملازم لڑکے کا رکھنا بھی فیشن بن چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی دیر سے شادی کرنا:

دوسری بات یہ کہ بچوں کی جلد شادی کرنے کا رجحان ختم ہو چکا ہے جب کہ سابقہ معاشرت میں عموماً ۱۴ سے ۲۰ سال کے اندر اندر شادی کر دی جاتی تھی۔ یوں بچے اپنی گھریلو زندگی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ کسی کی طرف میلی نظر اٹھنے یا کسی بے حیا قسم کے جذبے کے غلط چکر پر ابھرنے کے مواقع سکڑ سمٹ کر نہ ہونے کے برابر رہ جاتے تھے اور اب مالتھس تحریک نے ایسا چکر چلایا کہ کوئی بھی شخص تیس سال سے کم عمر میں شادی کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا۔

شادی کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں نیز ان کے والدین کی شرائط اور پسند میں بہت سی ایسی چیزیں شامل ہو چکی ہیں جن کا سابقہ دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسلام نے ان شرائط کو کوئی اہمیت دی ہے بلکہ بہت سی شرائط ایسی ہیں جن کو اسلام نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے، مثلاً ذات پات دیکھنا، شکل وصورت اور قد کاٹھ ماپ ماپ کر اور جانچ جانچ کر دیکھنا، لڑکیوں کے بالوں اور لڑکے کی کمر کا سائز پوچھنا، پوش علاقہ دیکھنا، بڑی بڑی کوٹھیوں اور کاروں والے دیکھنا، جہیز اور بری کی طویل فہرست شامل کرنا، وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر این جی اوز، مغربی ممالک سے مرعوب حضرات اور میڈیا بھی بار بار تیس سال تک پہنچ کر شادی کرنے کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر حضرات تیس سال سے کم عمر میں شادی کرنے کو صحت کے لیے نقصان دہ قرار دے رہے ہیں جب کہ بے حیائی کے ذرائع گلی گلی، گھر گھر پھیلا دیے گئے ہیں۔

مخلوط ماحول، مخلوط تعلیم، گندے اشتہارات، عریاں فلمیں، سیل فون اور کمپیوٹر کا حیا سوز استعمال عام ہو چکا ہے۔ یوں زنا آسان ہو گیا ہے اور نکاح مشکل۔

اگر کوئی بیس سال کے بچے کی بھی شادی کرنا چاہے تو اسے مشورہ دیا جاتا ہے کہ بہت چھوٹا ہے ابھی بڑا ہونے دیں۔ میچور ہونے دیں۔ لڑکی گھر اور شوہر سنبھالنے کے قابل ہو جائے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ شوہر کی باگیں اپنے ہاتھ لے کر چلانے کے حربوں سے واقف ہو جائے۔ ساس، سسر یا شوہر کی خدمت گزاری سے جان چھڑانے کی ترکیبیں آ جائیں۔

اسی طرح لڑکوں کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں، ڈالر کمانے لگ جائیں، رشتہ کرنے میں بھی شرائط کی وجہ سے خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ ایک طویل عرصے تک والدین کالجوں میں فیسیں بھرنے ہی کو بچوں کی مصروفیت کا ایک معقول بہانہ سمجھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد وعورت میں فرق

مخلوط تعلیم کی بنیاد اس مفروضے پر رکھی گئی کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ ان میں کچھ سیکھنے اور کرنے کی صلاحیتیں یکساں ہیں، ان کے اعضائے جسمانی کام کرنے میں یکساں ہیں، دماغ کے سوچنے میں اور جذبات و میلانات میں بھی یکسانیت ہے۔ ہمارا ماحول دونوں میں مرد اور عورت کی تفریق کر کے ان کی ذمہ داریوں کا الگ الگ تعین کرتا ہے، ورنہ ان میں فطری لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا دونوں کو یکساں ماحول میں، ایک ساتھ، یکساں مواقع ملنے چاہیں۔

مندرجہ بالا مفروضہ صرف مفروضہ ہے جس کے لیے کسی لمبے چوڑے فلسفے کی ضرورت نہیں۔ اب تو پیدائش سے پہلے لڑکے اور لڑکی کے جنین دیکھ کر ہی مشین فرق واضح کر دیتی ہے۔ پھر پیدائش کے بعد سب سے پہلے بچے کی جنس ہی دیکھی جاتی ہے۔ والدین اور دیکھنے سننے والوں کے جذبات اور خیالات لڑکے اور لڑکی کے حوالے سے مختلف ہوتے ہیں نیز یہ خیالات و جذبات کبھی بھی یکساں نہیں ہوئے، نہ ہو سکتے ہیں۔

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ (مرد عورت جیسا نہیں ہوتا) کی حقیقت ہمیشہ سب کے پیشِ نظر رہی ہے۔

حمل و ولادت کا بوجھ کسی بھی معاشرے نے عورت کے کندھوں سے اٹھا کر مرد کے سپرد نہیں کیا۔

○ مرد کے بار ور کرنے کی صلاحیت آج تک کسی ڈاکٹر نے بھی مرد کی بجائے عورت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم میں ودیعت کرنے کے متعلق کوئی انکشاف تک نہیں کیا۔

- عورت کی چال ڈھال، آواز، اور دیگر تمام اعضاء میں نزاکت اور نرمی پائی جاتی ہے اور مرد کے اعضاء میں صلابت و سختی۔
- عورت کو اگر من، ڈیڑھ من بوجھ اٹھانا پڑ جائے تو وہ مدد کے لیے مرد کو پکارتی ہے لیکن مرد دو اڑھائی من بوجھ آسانی سے اٹھا سکتا ہے۔
- عورت تنہا سفر میں گھبراہٹ کا شکار ہو جاتی اور خوف محسوس کرتی ہے، جب کہ مرد تنہا سفر میں عدم تحفظ محسوس نہیں کرتا۔
- تعلیم حاصل کرنے اور سیکھنے میں بھی مرد اور عورت میں نمایاں فرق ہیں۔ عورت روٹی پکانا جلدی سیکھ جاتی ہے اور مرد اس کی نسبت ذرا دیر سے سیکھتا ہے۔
- مرد اور عورت کے جسم میں جوان ہونے پر ایسا نمایاں فرق ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی دیکھتے ہی بتا سکتا ہے کہ مرد کون ہے اور عورت کون؟
- ایلیکس کارل Alexis Carrel مشہور فرانسیسی سرجن جسے نوبل پرائز مل چکا ہے اپنی تصنیف Man the Unknown میں رجعت پسندی کے طعنوں سے شرمائے بغیر لکھتا ہے:

''اختلافات جو مرد اور عورت میں پائے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جتنا کہ ان کو محسوس کیا گیا ہے۔ ان اختلافات کا اصل سبب خود عضلات Tissues کی تعمیر کا فرق اور پورے نسوانی نظامِ جسمانی کا ایک مخصوص کیمیاوی مواد سے مملو ہونا ہے جسے رحم رطوبتوں کی شکل میں خارج کرتا ہے۔''

(عورت معرضِ کشمکش میں از نعیم صدیقی ص: ۸۰)

عورت کے دماغ کا وزن ۱۴ گرام ہوتا ہے۔ جسمانی وزن اور قد کے تناسب سے دیکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اس کے دماغ کا وزن کم ہے۔ مرد کے تناسب کے لحاظ سے عورت کے دماغ کا وزن اوسطاً ۱۲۱۲ گرام ہونا چاہیے۔ (ڈاکٹر ام کلثوم)

○ محبوب الحق عاجز اپنے مضمون ''عورت کی آدھی گواہی'' میں لکھتے ہیں:

مرد اور عورت کے دماغ پر بڑے بڑے تحقیقی اداروں اور مشہورِ عالم یونیورسٹیوں میں سائنسی انداز میں تحقیق کی گئی۔ جس کا محرک یہ سوال تھا کہ Love Marriage میں مرد اور عورت بڑی محبت اور چاہت سے ایک دوسرے کا انتخاب کرتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ جلد ایک دوسرے سے اکتا جاتے ہیں، ان کی محبت بھری شادی ناکام ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے جلد ہی الگ ہو جاتے ہیں۔ اس تحقیق کے نتیجے میں انتہائی حیران کن حقائق دریافت ہوئے، جن میں یہ اہم بات بھی تھی کہ مرد اور عورت کے دماغ میں ناقابلِ تغیر فرق پایا جاتا ہے۔ مرد پیدائشی طور پر Unifocal Mind رکھتا ہے جب کہ عورت Mulifocal Mind کی حامل ہے۔ امریکی ماہرین نے اس پر ایک سروے رپورٹ تیار کی۔ اس ریسرچ میں برین سکیننگ کی جدید ٹیکنیک FMRI استعمال کی گئی۔ جس کا مقصد یہ جاننا تھا کہ جب انسان کو کچھ بتایا جائے یا پڑھ کر سنایا جائے تو کس قسم کی دماغ میں اعصابی حرکات پیدا ہوتی ہیں۔ ریسرچ سے معلوم ہوا کہ مرد اپنے دماغ کے صرف ایک جانب سے سنتے ہیں ان کا دماغ Unifocal ہے۔ جب کہ عورتیں دماغ کی دونوں سمتوں کو استعمال کرتی ہیں۔ اس ریسرچ میں دس تندرست مرد اور دس تندرست عورتوں پر تجربے کیے گئے۔ یہ ریسرچ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے جسے Los Angeles Times نے 29 نومبر 2000ء میں شائع کیا تھا۔ یہ ریسرچ بتاتی ہے کہ عورت اور مرد کے اس دماغی فرق کی بنا پر دونوں کے دیکھنے اور سننے میں فرق ہے۔ مرد اپنی دماغی بناوٹ کی وجہ سے آسانی سے کسی ایک چیز پر توجہ فوکس کر سکتا ہے وہ کسی ایک چیز کو زیادہ مرتکز انداز سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Concentration سے دیکھ سکتا ہے۔

اس کے مقابلے میں عورت اپنے دماغ کی بناوٹ کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتی۔ اس کا فوکس پھیل جاتا ہے وہ بیک وقت مختلف چیزوں کو دیکھ سکتی اور سنتی ہے گویا مرد کی توجہ کا مرکز ایک چیز ہوتی ہے جب کہ عورت کی توجہ کا مرکز کئی چیزیں۔ عورت اور مرد کے دماغ کا یہ تخلیقی فرق بہت اہم ہے۔ (ماہنامہ ندائے خلافت: خواتین نمبر 24 مئی 2006ء)

○ بچے کی پیدائش سے بھی پہلے حمل کے دوران ہارمونز کے اثرات کے نتیجے میں لڑکی اور لڑکے کے دماغ بالکل مختلف انداز سے بنتے ہیں اور یہ تبدیلی مستقل ہوتی ہے۔

(Prenatal Diagnosis 21 VOL 2001)

سائنس دانوں کے ایک گروپ نے چھوٹے دماغوں کے ٹشوز کا تقابل کیا تو انہوں نے لڑکے اور لڑکیوں کے دماغوں میں واضح فرق پایا۔ (Derelopmental Brain research 2000. اس تحقیق کی سربراہ ایک خاتون سائنس دان ڈاکٹر ماریا کورڈیرو ہے)

○ انگریز یونیورسٹی کی خاتون سائنس دان ڈاکٹر ٹریسی شوزر اور معاون سائنس دانوں نے مردانہ اور زنانہ ذہنوں پر ایک ریسرچ کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مردانہ دماغ کی ساخت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب اس پر کسی قسم کا دباؤ (Stress) ہو تو اس کے سیکھنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے جب کہ زنانہ دماغ بالکل اس کے الٹ واقع ہوا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ لڑکوں کو پڑھائی میں غیر مخلوط اور ڈسپلن والا ماحول درکار ہوتا ہے تاکہ ان کی صلاحیتیں نکھر سکیں جب کہ لڑکیوں کو پڑھائی کے لیے نرم ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔

○ یہ اس لیے بھی بہت اہم ہے کہ لڑکیاں چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی، اپنی استاد کے چہرے کے تاثرات اور خفگی کے آثار کو بہت آسانی کے ساتھ پڑھ لیتی ہیں یعنی Fase

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Reading کر لیتی ہیں جب کہ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق لڑکے اس صلاحیت سے اکثر عاری ہوتے ہیں، اس لیے انہیں ڈانٹنا پڑتا ہے۔

علم سیکھنے کے انداز میں فرق:

○ امریکہ کی مشہور یونیورسٹی ورجینا ٹیک (Virginia Tech) کی خاتون سائنس دان ڈاکٹر ہیریٹ (DR. Harriot Hanlon) نے ایک تحقیق میں دو ماہ سے سولہ برس کی عمر کے 284 لڑکوں اور 224 لڑکیوں کے دماغوں کی کارکردگی (Brain Activity) کا مشاہدہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ لڑکیوں کے دماغ کے وہ حصے جن کا تعلق زبان دانی (Language) سے ہوتا ہے وہ لڑکوں سے ۶ برس زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں اور لڑکوں کی جہتی یادداشت (Spatial Memory) لڑکیوں سے چار برس زیادہ Advance ہوتی ہے اسی لیے لڑکے اور لڑکیاں Language، حساب اور جغرافیہ مختلف انداز سے سمجھتے ہیں۔

○ ہاتھوں کی باریک حرکت (Digital Coordination) یعنی پنسل پکڑنے اور اچھی لکھائی میں لڑکے لڑکیوں کی نسبت نو ماہ دیر سے مہارت حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ لڑکوں کی انگلیاں Nerves لڑکیوں کے مقابلے میں دیر سے نشوونما پاتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں میں یہ فرق وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے جاتے ہیں، بالخصوص تعلیم میں۔

سماعت میں فرق:

○ پچھلے چالیس سالوں کی سائنسی تحقیق کے مطابق لڑکیوں کی قوتِ سماعت لڑکوں کے مقابلے میں بچپن ہی سے تقریباً چار گنا بہتر ہوتی ہے مثلاً خاتون سائنس دان جین کیسڈی اور کیرن ڈٹی (P.H.D) کی تحقیق جو (Journal of Music

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Therapy.2001 میں شائع ہوئی) میں بتایا گیا کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں سماعت کا یہ فرق دور رس اثرات کا حامل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مخلوط کلاس میں لڑکیاں آگے بیٹھی ہوئی تھیں اور لڑکے پیچھے، اگر ٹیچر آہستہ آواز میں لیکچر دے تو آخری صفوں میں بیٹھے لڑکے اپنی شرارتوں میں مشغول ہوں گے کیونکہ انہیں ٹیچر کی آواز ہی نہیں آ رہی ہوگی۔ اس کے برعکس اگر ٹیچر زور دار آواز میں لیکچر دے تاکہ سب لڑکوں تک آواز پہنچے تو آگے بیٹھی ہوئی لڑکیاں جن کی قوتِ سماعت پہلے ہی لڑکوں سے چار گنا زیادہ ہوتی ہے انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ ٹیچر کی آواز ان کے کان پھاڑ رہی ہے۔ (مخلوط تعلیم کا زہر از مشتاق گوہر مطبوعہ ماہنامہ بتول، جولائی ۲۰۰۵ء)

غرض مرد اور عورت کی ہر چیز میں فرق ہے جس کی تفصیل ''عورت اور مرد میں کیا فرق ہے؟'' میں موجود ہے۔ قارئین اس کا مطالعہ کریں۔ (مطبوعہ مشربہ علم وحکمت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جداگانہ تعلیمی اداروں کا قیام

سیکولر اور جمہوری معاشروں میں چونکہ اخلاق اور مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا لہٰذا وہ ان تمام اقدار و روایات کی نفی کرتی ہیں جنہیں مذہب قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں کے نظریات کے مطابق انسان جانور کی ترقی یافتہ شکل ہے لہٰذا اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ انسان کو بھی جانور کی طرح بلا امتیاز حقوق حاصل ہونے چاہییں اور ان میں حیا، حجاب، رشتوں کی پاسداری، حلال وحرام کی تمیز اور اپنے خالق کی پہچان جیسے اعلیٰ اور گراں قدر خیالات کا گزر نہیں ہونا چاہیے تو وہ ایسا کہہ سکتے ہیں۔ آخر جانور کی اولاد جو ٹھہرے۔ ان کے برعکس ہم مسلمانوں کا ایمان و یقین ہے کہ خلاقِ مطلق نے سب سے پہلے انسان آدم کو بڑی عزت اور اعزاز کے ساتھ پیدا کیا۔ اسے علم عطا کر کے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ اس کی خدمت کے لیے زمین کے اندر، اس کی سطح پر، فضا و خلا میں جو کچھ بھی ہے، پیدا کیا۔ نیز اس کے استعمال کی حدود بھی مقرر کیں اور مرد و عورت، مسلم و کافر، پیر و جواں، ذی علم اور بے علم، نیک اور بد میں فرق رکھا اور یہ فرق روزِ ازل سے چلا آ رہا ہے۔

خواتین کے لیے علیحدہ تعلیمی اداروں کا قیام نہ تو مشکل ہے نہ ناممکن اور نہ ہی ایک انجانا اور نامانوس کام بلکہ اسلام میں جداگانہ بنیادوں پر ہی تعلیم کا نظام قائم رہا ہے۔

چنانچہ اس وقت سعودی عرب میں نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک عورتوں کے تمام تعلیمی ادارے جداگانہ ہیں۔ ان اداروں میں مردوں کا داخلہ قطعی بند ہے، خواتین کے زیرِ نگرانی، خواتین کے ہی سٹاف پر مشتمل۔ وہاں بچیوں کے لیے نصابِ تعلیم بھی لڑکوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہے۔ ان کے نصابِ تعلیم میں لڑکیوں کو ان کی اپنی عملی زندگی میں کام آنے والے مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور اہم بات یہ کہ ایمانیات اور اسلامیات کو بنیادی تعلیم کا درجہ دیا جاتا ہے۔

وہاں تعلیم کا آغاز قرأت، حفظ و ناظرہ اور تفسیر سے ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں ۱۹۵۱ء میں باقاعدہ تعلیمی نیٹ ورک سیکنڈری سطح پر وجود میں لایا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں وزارتِ تعلیم قائم ہوئی ..... ۱۹۵۷ء میں پہلی سعودی یونیورسٹی قائم ہوئی۔ ۱۹۶۴ء میں طالبات کے لیے سرکاری سطح پر تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں طلبہ اور مردوں میں ۱۵ فی صد اور لڑکیوں میں شرحِ خواندگی ۲ فی صد تھی۔ ۱۹۹۰ء تک ۷۳ فی صد مرد اور ۴۸ فی صد عورتیں خواندہ ہو چکی تھیں۔ ۲۰۰۲ء میں بالترتیب ۸۴.۲ فی صد اور ۶۹.۵ فی صد ہو گئی۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ سعودی عرب میں جداگانہ تعلیم نے کتنی تیزی سے خواندگی کا سفر طے کیا۔ اس بہتری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں سب سے زیادہ بجٹ تعلیم کے لیے مختص کیا جاتا ہے اور کسی بھی مرحلے پر طلبہ و طالبات کو کاپیوں، کتابوں کی قیمت اور فیس داخلہ یا ماہانہ فیس ادا کرنا نہیں پڑتی۔ گویا اسلامی نظریہ تعلیم کے مطابق وہاں مفت تعلیم دی جا رہی ہے۔

سعودی عرب میں عورتوں کے لیے عمومی تعلیم کے علاوہ تکنیکی، تجارتی اور زرعی تعلیم کے لیے بھی جداگانہ ادارے موجود ہیں۔ خواتین اساتذہ کے تربیتی ادارے اور کامرس کے بھی الگ ادارے ہیں۔

۲۰۰۲-۲۰۰۱ میں سعودی عرب میں سرکاری سکولوں کی تعداد ۲۸ ہزار تھی۔ ۲۱۴ کالج، ٹیکنیکل و ووکیشنل تعلیمی ادارے تھے۔ ان میں سے ۱۶ ہزار ۶ سو سکول اور ۳۷ کالج صرف لڑکیوں کے تھے۔ گویا لڑکیوں کے ادارے زیادہ تھے۔ طالبات کی تعداد ۱۶ لاکھ ۴۰ ہزار اور لڑکوں کی تعداد ۱۱ لاکھ ۹۰ ہزار تھی۔ جب کہ نجی سکولوں میں طلبہ و طالبات کی کل تعداد ۱۵ لاکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(ماہنامہ آئین، مئی ۲۰۰۵ء مغربی تہذیب، اشاعتِ خاص سعودی عرب میں نظامِ تعلیم از مرزا محمد الیاس)

سعودی عرب میں عورتوں کے تعلیمی اداروں میں مردوں کے داخلے پر اس قدر پابندی ہے کہ اگر حکومت کو علم ہو جائے کہ کسی غیر ملکی پرائیوٹ اسکول یا کالج میں کوئی مرد استاد پڑھا رہا ہے تو اس پر سخت قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے۔ام القریٰ یونیورسٹی کا کلیۃ البنات مکمل طور پر خواتین کے سپرد ہے۔اس یونیورسٹی کی شاخیں طائف اور جدہ میں بھی ہیں۔اگر خاتون استاد میسر نہ ہو تو ٹیلی ویژن یا ویڈیو سکرین کے ذریعے مرد استاد کے لیکچر سنوائے جاتے ہیں۔

ایران میں بھی کافی حد تک جداگانہ تعلیمی ادارے ہیں۔ہندوستان میں دو یونیورسٹیاں پونا ویمن یونیورسٹی اور ٹھاکرے ویمن یونیورسٹی بھی صرف عورتوں ہی کے لیے ہیں۔امریکہ میں خواتین کے لیے علیحدہ سات ادارے ہیں۔فلپائن اور روس میں بھی خواتین کی علیحدہ یونیورسٹیاں قائم ہیں۔برطانیہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے کئی شعبوں میں خواتین کی علیحدہ تعلیم ہے۔غرض یہ کہ علیحدہ تعلیمی ادارے کوئی خرابی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اور عملاً دنیا بھر کے ممالک میں کسی نہ کسی حد تک یہ موجود بھی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ سعودی عرب کی طرح پاکستان میں بھی خواتین کے لیے ان کی گھریلو ضروریات اور بچوں کی تربیت کی ضرورت کو سامنے رکھ کر نصاب مرتب کیا جائے اور اس نصاب میں اسلامی عقائد اور نظریہ حیات کو بنیادی جگہ دی جائے تاکہ جذبہ ایمانی بھی اپنی جگہ قائم رہے۔

مرد اساتذہ کا طالبات کو پڑھانے کا شرعی طریقہ:

کہا جاتا ہے کہ بعض شعبوں میں مخلوط تعلیم مجبوری ہے یا عورت کا مرد استاد سے پڑھنا مجبوری ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل مجبوری ہو بھی تو اس کا حل یہ نہیں کہ مرد بنی سنوری عورتوں اور طلبہ و طالبات کے سامنے آ کر بیٹھ جائے اور لیکچر دینا شروع کر دے۔ اس کا حل یہ ہے کہ عورتوں کے لیے پورا ادارہ علیحدہ ہو اور مرد کسی ایسے راستے سے ادارے میں آئے جہاں عورتوں کی نظر نہ پڑے یا ان سے مڈبھیڑ ہونے کا امکان نہ ہو اور پردے کے پیچھے بیٹھ کر لیکچر دے کر چلا جائے۔ ضروری نقشوں اور وضاحتوں کے لیے اگر بورڈ کے استعمال کی ضرورت ہو تو بورڈ کو نیچا رکھ کے نیچے والے حصے کو سامنے پردہ لگا کر سمجھا دے۔ یوں مرد استاذ عورتوں کو نظر نہیں آئے گا لیکن بورڈ پر لکھی تحریر یا وضاحتی نقشے نظر آ جائیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سکرین کا استعمال کیا جائے یہ آسان طریقہ ہے۔

مرد ریٹائرڈ اور عمر رسیدہ ہوں۔ ہمارے اساتذہ اور ماہرین کو بھی ایک خاص عمر تک ریٹائرڈ کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حضرات نوجوانوں کی نسبت زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں اور عورتوں کے شعبوں کے لیے نوجوانوں کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔

غرض سکھانے یا پڑھانے کے لیے مرد استاد کا طالبات کے سامنے آنا، شرعی حدود کی خلاف ورزی ہے۔ اس کا ارتکاب قطعاً درست نہیں۔

میڈیکل کالج اور مخلوط تعلیم:

اکثر دین پسند والدین لڑکیوں کو مخلوط اداروں میں بھیجنے کا یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ لڑکیوں کے لیے میڈیکل کالج کی تعلیم ضروری ہے ورنہ خواتین کو علاج کے لیے مرد ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ موجودہ معاشرے میں دین پسند لوگوں کی تعداد ایک فی صد ہے۔ جنہیں یہ احساس ہے کہ ہم نے اسلامی اقدار کو زندہ رکھنا اور خود بھی اللہ کا بندہ بن کر رہنا ہے دیگر تمام لوگ صرف نماز روزے کی حد تک ہی مسلمان ہیں۔ جو لوگ صرف نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزے کی حد تک مسلمان ہیں یا نام ہی کے مسلمان ہیں، وہ سرے سے حجاب، مخلوط تعلیم، وغیرہ کے احساس ہی سے خالی ہیں۔ لہٰذا وہ سب اپنی لڑکیوں کو لڑکوں سے بڑھ چڑھ کر تعلیمی میدان اور ملازمت میں آگے لا رہے ہیں۔ اسلام ہر سطح پر اور ہر مرحلے پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید کرتا ہے لہٰذا دین پسند گھرانوں کو چاہیے کہ وہ لڑکیوں کو میڈیکل کالج کی تعلیم دلانے کی بجائے انہیں اسلامی علوم میں تخصص کروائیں۔ ساتھ ساتھ اسلام سے غافل لڑکیوں اور عورتوں کو امر بالمعروف بھی کرتی رہیں۔ محبت سے، نرمی سے، حکمت سے انہیں سمجھائیں۔ یہی خواتین اور طالبات جب دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لیتی ہیں تو وہ معاشرے کی ضرورت کو کافی حد تک پورا کر لیتی ہیں۔ ہمارے آس پاس کتنی ہی ڈاکٹر خواتین ہیں جنہوں نے پریکٹس یا ملازمت کے دوران اسلام کی طرف مراجعت کی اور وہ قدیم دین پسند گھرانوں سے بھی زیادہ اچھی دین پسند بن گئیں۔ نیز جو ڈاکٹر خواتین دین سے بیگانہ ہیں علاج تو ان سے بھی کروایا جا سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ وہ دینی جذبے کے تحت علاج نہیں کریں گی۔ شاید ان کا رویہ بھی ہمارے لیے قابلِ قبول نہ ہو لیکن الحمدللہ چاہے نام ہی کی حد تک وہ مسلمان تو ہیں۔ حاصل یہ کہ دنیا بھر میں خواتین ڈاکٹرز موجود ہیں لہٰذا علاج کروانے کے لیے عورت کا تلاش کرنا مشکل نہیں ہے۔ جب کہ الحمدللہ دین پسند ڈاکٹر خواتین بھی مل جاتی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی انہیں تلاش کرنا چاہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے لوگوں کی اس ''وجہِ جواز'' پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ''صدق جدید'' میں لکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کچھ احباب کی نظر میں دنیوی منافع اور ظاہری چمک دمک نے اس قدر جگہ پائی ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو نرسنگ اور ڈاکٹری کی تعلیم کے جواز میں طرح طرح کی تاویلیں لانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مثلاً یہ کہ مسلمان عورتیں عموماً پردے کی پابند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں۔ انہیں کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو اکثر و بیشتر مرد ڈاکٹروں سے سابقہ پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنا احوال کھل کر بیان نہ کر سکیں گی بلکہ بعض آپریشنوں کے ناگزیر Cases میں تو بے حجابی ضرور ہی ہوتی ہے، مرد کی جگہ اگر لیڈی ڈاکٹر ہوئی تو مسئلہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان لیڈی ڈاکٹر ہو تو سونے پر سہاگہ۔ چنانچہ بہت ساری پردہ دار بیبیوں کے پردے کی حفاظت کے لیے ایک آدھ مسلمان خاتون اپنا پردہ ترک کر دے تو آخر کیا برا ہے؟

مگر لوگ یہ کم ہی سوچتے ہیں کہ ایک لڑکی کو ڈاکٹر بن کر نکلنے تک کن کن کٹھن امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اکثر تو بڑی قیمتی متاع (اس ضمن میں شرم وحیا، پاک دامنی وعصمت بھی چیزیں آ جاتی ہیں جب عورت کا جوہر ہی اس کے اندر نہ ہو تو محض گوشت پوست سے ایک مسلمان خاندان کی زینت نہیں ہو جاتی) کھو کر خدمت کے قابل ہوا جاتا ہے۔ آج کل کے ردی حالت کی روشنی میں جنسی انارکی نے جو شدت اختیار کر لی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس کا واحد علاج ''احتیاط'' کے سوا کچھ نہیں اور یہ احتیاط نہ صرف مخلوط تعلیم سے گریز کر کے بلکہ کسی طرح بھی آزادانہ اختلاط سے بچ کر شرعی پردے کی پابندی کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔

مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں عورتیں بلکہ خود عائشہ رضی اللہ عنہا تک جنگوں میں مسلمان فوجیوں کی مدد امداد کے لیے حاضر رہتی تھیں۔ زخمیوں کو دوڑ دوڑ کر پانی پلاتی تھیں۔ ان کی Nursing (مرہم پٹی) کرتی تھیں، یہ انسانی خدمت کا جذبہ ہی تو تھا جس نے ''رسمی پردے'' کی پرواہ نہ کی۔ مسلمان نرسیں اور لیڈی ڈاکٹر بھی اسی جذبے کے تحت کام کر سکتی ہیں۔ لیکن یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس توجیہ کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما ہے۔ صحابیہ عورتوں میں اگر کوئی قابلِ تقلید چیز نظر آئی تو یہی کہ خدمت کے جذبے سے سرشار ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر نکل پڑا جائے۔ ان کا تقویٰ، ان کی فرماں برداری، ان کی خدا ترسی، ان کی نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا شوق، ان کی فرائض کی پابندی اور اس قبیل کی چیزیں آج کل مسلمان عورتوں کے لیے نمونہ کہاں رہیں؟ اسلامی شعار کو ایسی خدمات پر نثار کرنے والوں میں عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ناموری اور پیسہ پہلے اور فرض، ہمدردی اور ثواب پیچھے، نیتوں کے ڈانواں ڈول ہونے میں بھی ذرا دیر نہیں لگتی۔ مراسلہ نگار کا یہ سوال کہ کیا مسلمان لڑکیاں سرے سے تعلیم ہی حاصل نہ کریں؟ بڑا نازک ہے۔ دوٹوک جواب یہ ہے کہ مخلوط تعلیم جب تک ہے اس وقت تک لڑکیوں کی محرومی پر کوئی نئی آفت تو نہیں آئے گی، زنانہ کالجوں کی ضرورت بتایئے، حکومت اور عوام کو احساس دلایئے، پھر بچیوں کو اس خاص زیورِ تعلیم سے آراستہ کیجیے ورنہ انہیں مخلوط تعلیم گاہوں میں بھیج کر خطرات میں نہ ڈالیے؟

(۱۷ مئی ۱۹۶۳ء، صدق جدید)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

صحیح بخاری
صحیح مسلم
سنن ابی داؤد
فقہِ عمر از رواس قلعجی
فقہ عبداللہ بن مسعود از رواس قلعجی
مسلمانوں کا نظامِ تعلیم از ڈاکٹر احمد شلبی مترجم ادریس صدیقی
اسلامی روایات کا تحفظ از جمیل واسطی
خاتونِ اسلام از وحید الدین خاں
فتاویٰ برائے خواتینِ اسلام
پردے کی شرعی حیثیت از مولانا مبشر احمد ربانی
تاریخ تعلیم از اکرام قریشی
نفسیاتِ تعلیم از عبدالحی محتاط تعلیم از احمد انس ادارہ مطبوعاتِ طلبہ
خواتین کی جداگانہ تعلیم
ماہنامہ بتول مخلوط تعلیم کا زہر از مشتاق گوہر
خواتین میگزین
ماہنامہ آئین
ترجمان القرآن
ماہنامہ مجلہ الدعوہ
ماہنامہ پکار ملت، بیسویں صدی نمبر
ماہنامہ بیداری
روزنامہ جنگ
روزنامہ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل کا فرعون بیک ورڈ اور دقیانوس تھا جس نے اپنی خدائی اور جبر واستبداد کا نظام قائم رکھنے کے لیے توحید پرست دشمن کے بچوں کو ذبح کرنے کی مہم چلائی۔ دورِ حاضر کے فرعون کس قدر روشن خیال اور دام فریب بکھیرنے کے ماہر ہیں جنہوں نے کالج کی چھپاتی چار دیواری کو استعمال کیا اور وہاں سے ایسے چلتے پھرتے مسلمانوں کے لاشے برآمد ہوئے جو اردو میں انگلش بولتے اور انگلش میں اسلام کو سوچتے ہیں۔

کل کے فرعون پر بنی اسرائیل کی افرادی قوت بڑھنے اور ان کے غلبہ پا جانے کا خوف مسلط تھا اور آج کے فرعونوں کی آئندہ مسلمان نسلوں کی بیداری کے خوف نے نیندیں اڑا رکھی ہیں۔

انسانیت کے غم میں ہلکان ہونے کا ڈرامہ رچانے والوں نے بزعم خود جاہلوں کو تعلیم دینے کا ایسا جال بچھایا جس میں نصاب تعلیم، طریق تعلیم اور مقصدِ تعلیم کی تثلیث میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو ایک جگہ بٹھا کر، یکساں تعلیم دے کر انہیں گمراہ، آوارہ مزاج، بزدل، ہوس پسند، خود غرض، جنس زدہ اور تفتیش پسند بنانے کا بیٹھاز ہر شامل کیا گیا۔

مخلوط تعلیم نے مسلمان بچوں سے حیا کی آخری رمق بھی چھین لینے کا گھناؤنا کام کیا۔ ایک جنسی معاشرہ اس مادر پدر آزاد معاشرے کی آخری منزل ہے۔

ہر کام یکسوئی اور کامل توجہ کا مرہونِ منت ہوتا ہے، اس کے بغیر نہ صرف یہ کہ کام خاطر خواہ نہیں ہو پاتا، الٹا کام کرنے والے کو بھی فائدے کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

کامل توجہ اور یکسوئی تعلیم کے لیے بہت ضروری ہے۔ طالب علموں کے تعلیمی معیار کی پستی کا ایک بڑا تعلق اس سے بھی ہے کہ انہیں دورانِ تعلیم مکمل یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔

طالب علموں کی توجہ منتشر کرنے والے بہت سے امور ہیں مثلاً گھریلو حالات، مالی پریشانیاں، پڑھائی کی طرف رجحان نہ ہونا، غیر نصابی سرگرمیوں میں ضرورت سے زیادہ دل چسپی لینا وغیرہ۔

تاہم مندرجہ بالا تمام اسباب ایسے ہیں کہ ان سے ہر طالب علم کا واسطہ پڑنا ضروری نہیں، لیکن ان کے برعکس ایک سبب ایسا بھی ہے جس سے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے تمام طلبہ و طالبات کا واسطہ پڑتا ہے اور وہ ہے مخلوط تعلیم۔

مخلوط تعلیم اس وقت تمام تعلیمی اداروں میں مروج ہے اور طلبہ و طالبات نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ مخلوط تعلیم اپنے دامن میں بہت سے دینی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی نقصان لیے ہوئے ہے۔

اسلام نے مخلوط معاشرے کو نہ عبادات میں پسند کیا ہے نہ ہی معاملات میں اس کی اجازت دی ہے۔ غور کریں تو اسلام کے ہر حکم میں وسیع حکمتیں مضمر ہوتی ہیں، ان میں سے کسی ایک حکم پر عمل کر کے ہم شعوری طور پر تو کوئی ایک فائدہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے بہت سے غیر محسوس پہلو ایسے ہوتے ہیں جن سے ہم غیر شعوری طور پر مستفید ہو رہے ہوتے ہیں، چنانچہ ان حکموں کی خلاف ورزی کی صورت میں تمام پہلوؤں پر مبنی نقصانات وقوع پذیر ہو کر معاشرے کو کئی لحاظ سے بدتر بنا دیتے ہیں۔

انہی میں سے ایک مخلوط تعلیمی نظام بھی ہے جسے اپنا کر ہم پست تعلیمی معیار کی دلدل میں دن بدن طلبہ کو دھکیلتے جا رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ